ترجمانِ اسلام

نگرانِ اعلیٰ مفتی محمود

21
31

دل شیشے سے زیادہ کمزور اور ریشم سے زیادہ نازک

مولانا ابوالحسن ندوی کا خطاب

وفاقی کابینہ کا پہلا اجلاس

اصغر خان کا اپوزیشن کردار

قصہ ایک یادگار ملاقات کا

قاری طیب صاحب کا خطاب (آخری قسط)

مولانا اسعد مدنی مدظلہ سے انٹرویو

مولانا اسعد مدنی مدظلہ کا شیرانوالہ گیٹ میں خطاب۔ شہر شہر سے۔ طلباء کی سرگرمیاں
ایڈیٹر کے نام خطوط کے علاوہ دیگر دلچسپیاں

۴ اگست ۷۸ء - ۲۸ شعبان المعظم ۹۸ھ

قیمت : ایک روپیہ

حکیم افتخار فخری

غزل

عکسِ نشاطِ قلب و جگر بھی تو چاہیئے
کچھ زندگی کو رختِ سفر بھی تو چاہیئے

بے بال و پر ہو کیسے تصوّر اڑان کا
پرواز کے لئے کوئی پر بھی تو چاہیئے

معلوم ہے کہ دور نہیں منزلِ مراد
اس راستے میں عزمِ سفر بھی تو چاہیئے

لیجا رہی ہے کونسی جانب ہوا کی موج
اے بےخبر، کچھ اپنی خبر بھی تو چاہیئے

اِس دَور میں کسی کو کسی کا نہیں خیال
احساسِ زخمہائے دگر بھی تو چاہیئے

اپنی ہی ذات پہ ہے گراں اپنا ہی وجود
اس مرحلے میں فکر و نظر بھی تو چاہیئے

کانٹے چبھیں کہ غنچے سے چٹکیں خیال میں
ہو گفتگو تو اس میں اثر بھی تو چاہیئے

آنکھیں تو پتھروں کو عطا کی ہیں اے خدا
آنکھوں کے ساتھ انکو نظر بھی تو چاہیئے

اے فخر جیسی شام ہے ویسی ہے اب سحر
کچھ امتیازِ شام و سحر بھی تو چاہیئے

اعمال نامہ



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۳۱

جمعۃ المبارک ۴ اگست ۷۸ء، ۲۸ شعبان المعظم

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ
۴۵ ــــ روپے

ششماہی
۲۳ ــــ روپے

سہ ماہی ــــ ۱۱/۵۰ روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ

موجودہ عبوری حکومت نے سابقہ حکومت کی دھاندلیوں، بدعنوانیوں اور بے ضابطگیوں کے بارے میں جو قرطاس ابیض شائع کیا ہے وہ اخبارات و جرائد کے ذریعہ عوام تک پہنچ گیا ہے۔ قرطاس ابیض میں جس قسم کے دستاویزی اور ٹھوس ثبوت فراہم کئے گئے ہیں وہ ناقابلِ تردید ہیں۔ بھٹو کے اشارۂ ابرو پر ناچتے ہوئے بعض بزعم خیش نابغہ و عبقری قسم کے افراد نے جس گھناؤنے کردار کا ثبوت دیا ہے وہ افسوسناک بھی ہے اور شرمناک بھی۔

حکومت اگر مزید کدوکاوش اور کھود کرید سے کام لیتی تو یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اور بہت سے گوشے بے نقاب ہوتے اور بہت سے پردہ نشینوں کے نام اس نامۂ اعمال کی زینت بنتے جسے سرکاری زبان میں قرطاس ابیض کہا گیا ہے۔ بہت بہتر ہوتا اگر حکومت اس پر تیزی سے کام کرتی اور اس سے بھی پہلے بہت زیادہ مواد کے ساتھ قرطاس ابیض پیش کرتی۔

مگر جو کچھ حکومت نے اس مدت میں گوناگوں مسائل میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود پیش کیا ہے اس سے بھی ان لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو بھٹو اور اس کے رفقاء کے بارے میں کسی بھی نوعیت کی خوش فہمی میں مبتلا رہے ہیں یا اپنی سادگی اور عدم واقفیت کی وجہ سے بھٹو اور اسکی چنڈال چوکڑی کو ملک و قوم کا خیر خواہ سمجھتے رہے ہیں۔

بھٹو کی تیکنیک یہ تھی کہ پروپگنڈہ کچھ کرو اور اندر خانہ کچھ اور کرو۔ قوم کو تاثر یہ دو کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ سب کچھ اس کے مفاد میں ہے اور درپردہ اپنی کرسئ اقتدار کو مضبوط تر کرتے چلے جاؤ۔ اس میں شک نہیں کہ تقریباً سات سال تک بھٹو نے اپنی تیکنیک کے بل پر قوم کے ایک بڑے حصے کو مبہوت اور بے بس کر دیا تھا لیکن جب قوم خوابِ خرگوش سے بیدار ہوئی تو پھر بھٹو کی ساری تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں اور قوم نے اپنی متحدہ قوت سے بھٹو کو اس کے لاؤ لشکر سمیت اس کے اپنے کردہ گناہوں کے متلاطم دریا میں غرق کر دیا۔

آج بھٹو اور اس کے چاہنے والوں کا جو طبقہ باقی رہ ہے وہ وہی ہے جسے بھٹو نے اسقدر جرائم کی چاٹ ڈال دی تھی اور اسے اخلاق و قانون سے اتنا بالا کر دیا تھا کہ شریفانہ زندگی بسر کرنا اور ایک بااخلاق اور بااصول قوم کی طرح سے رہنا اس کی دسترس سے ہی باہر ہو گیا ہے۔ اس طبقہ کو مال مفت کی چاٹ پڑی ہوئی ہے اور یہ ہر قسم کی پابندی سے آزاد رہ کر زندگی گزارنے کا عادی ہو چکا ہے۔

اس طبقہ کی خواہش اب بھی یہی ہے کہ وہی لاقانونیت، اخلاقی بے راہ روی، لوٹ کھسوٹ، ظلم و بربریت، آپا دھاپی اور افراتفری کا دور ایک مرتبہ پھر آجائے اور رہی سہی کسر بھی پوری کر لی جائے۔ رہے ملک اور قوم تو اس طبقہ کی بلا سے۔ اس کی طرف سے بوم بسے یا ہما رہے اسے تو اپنی رنگ رلیوں سے کام۔

باقی ص ۹ پر

از قلم: شعیب الرحمٰن

قصہ اپنے پاندانی میاں کا

اپنے میاں پاندانی صاحب کے طبلے کی دھمک دھمک دھن سننے سے پہلے ایک حکایت سُن لیجیے۔ ہم نہیں کہتے کہ اس حکایت کا تعلق ضرور پاندانی صاحب سے ہے، تاہم ہم آپ کو اپنے سے اختلاف کا جمہوری حق دے دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک لوہار اصیل گھوڑوں کے سموں میں نعل جڑ رہا تھا۔ نعل جڑنے کے لئے گھوڑے کا سم زمین سے اوپر اٹھایا جاتا اور نعل جڑ دی جاتی۔ ایک اونچی ٹانگوں والا مکوڑا قریب سے گزرا تو اسے خیال آیا کہ جب یہ گھوڑے نعل لگوا رہے ہیں کیوں نہ میں بھی نعل لگوا لوں۔ یہ خیال آتے ہی وہ بھی پچھلی ٹانگ اٹھا کر نعل جڑوانے کے لئے لوہار کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس برخوردار غلط مکوڑے کے ساتھ کیا بیتی ہو گی؟ خالی جگہ خود پُر کر لیجیے۔

ہاں تو بات اپنے پاندانی صاحب کی ہو رہی تھی۔ ذکر اس پری وش کا اور پھر بیان اپنا۔ ایشیائی معشوق کی کہہ مکرنیاں کتابوں میں پڑھی تھیں۔ ان کی عملی تصویر دیکھنے کا اتفاق پاندانی صاحب کے بیانوں سے ہوا۔ جناب اصغر خان نے قومی اتحاد سے رخت سفر باندھا تو جاتے ہوئے پاندانی میاں کو لونگ کا لشکارا دے گئے۔ کہ آؤ نہ سیر کریں ہم بھی کوہ طور کی اور پاندانی میاں نے جناب خان صاحب کا اشارہ پاتے ہی علیحدہ ہونے کے لئے قومی اتحاد کے عہدیداروں کے استعفیٰ کا دادرا چھیڑ دیا۔ جب ان سے کہا گیا کہ آپ یقین دلا دیں کہ اتحاد کے عہدیداروں کے استعفیٰ کے بعد آپ قومی اتحاد میں بدستور شامل رہیں گے تو بڑے شوق سے عہدے سنبھال لیں (ہر چند رفیق باجوہ کو جنرل سیکرٹری کا عہدہ دے کر دیکھ لیا تھا) اس پر پھر انکار میں گردن ہلائی۔ نوابزادہ نصر اللہ خان سے مذاکرات کئے۔ مگر بے سود۔ حضرت کا مقصد تو اتحاد کو پورے خلوص سے سبوتاژ کرنا تھا۔ بھلا اقرار میں گردن کیسے ہلتی؟ حضرت صاحب نے یہ بھی سُن رکھا تھا کہ سیاست میں خط بھی لکھے جاتے ہیں۔ یہ سوچ کر بلکہ بغیر سوچے ہی قومی اتحاد کے تمام رہنماؤں کو فرداً فرداً خطوط لکھ ڈالے۔ یعنی۔ خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو۔ خدا جانے کیا لکھا تھا مگر رزلٹ وہی جناب عبدالستار نیازی کی بے ربط تقریر کی طرح صفر نکلا۔ کسی نے جواب ہی نہ دیا۔ ممکن ہے نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب نے اپنی شاعرانہ طبیعت سے مجبور ہو کر جواب میں یہ شعر لکھ بھیجا ہو ؎

وہ پوچھتے ہیں شوق تجھے ہے وصال کا
منہ چوم لوں جواب یہ ہے اس سوال کا

بہرحال ہمیں صحیح معلوم نہیں۔ ہم نے تو یہ دیکھا کہ وہ علیحدگی کی ملہار گاتے ہوئے قومی اتحاد سے باہر نکل گئے۔ اب اصغر خان سے خستگی کی داد پانے کی توقع تھی۔ انہوں نے پوری سیاسی زندگی میں پہلی مرتبہ عقل کا صحیح اور جائز استعمال کرتے ہوئے ان کو منہ نہ لگایا۔ (ہر چند کہ عقل کے صحیح استعمال کی جناب خان صاحب سے امید نہ تھی)۔ اب پاندانی صاحب گلی گلی کوچہ کوچہ یہ شعر گنگناتے پھرتے ہیں ؎

ہیں الیاسپت صداگو ہیں لیا تیرہ نصیب
کہیں جواب نہ پاؤں کہیں جواب ملے

لیکن پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں اب فرماتے ہیں کہ ہم حکومت میں شامل نہیں ہوں گے مگر حکومت سے تعاون جاری رکھیں گے۔ آپ سے کوئی پوچھے کہ حضرت آپ کو حکومت میں شامل کون کر رہا ہے؟ دروغ برگردن راوی جناب، سُنا ہے کہ پاندانی صاحب اپنے تازہ اور نئے منشور میں یہ بھی شامل کر رہے ہیں کہ ان کی جماعت برسراقتدار آنے پر کم از کم تین سو دن کی چھٹیاں کیا کرے گی اور یہ چھٹیاں پیر پکوڑے شاہ اور بابا کودن شاہ جیسے "بزرگوں" کے عرس کے سلسلہ میں ہوا کریں گی۔ ہر گلی میں چھوٹا اور ہر شہر کے ہر چوک میں ایک بڑا مزار ہو گا۔ قومی ترانے کی جگہ ڈھول کی گمک اور طبلے کی تھاپ پر دھمال ڈالی جایا کرے گی۔ چراغوں میں ڈالنے کے لئے سرسوں کا تیل راشن ڈپوؤں پر ملا کریگا۔ کریم۔ پوڈر اور غازے کی سپیشل فیئر پرائس شاپ کھولی جائیں گی۔ اس خبر میں کہاں تک صداقت ہے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

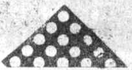
بیکار مباش کچھ کیا کر کے مصداق آج کل حضرت پاندانی عام جلسوں میں اختلاف کی غلیل سے فرقہ واریت کے پتھر خوب چلاتے ہیں۔ اپنی ریش مبارک پر بی۔ مارکہ خضاب کا رنگ چڑھانے کے بعد سامعین پر "سوادِ اعظم" کی کوچی سے تعصب کی وارنش پھیرتے ہیں اور یوں دیپک راگ کا منظر پیش کرتے ہیں۔ بیشتر [illegible] کہ "سوادِ اعظم" کی مہمل رٹ سے حساب کے کئی طلبا ہم عادِ اعظم کی طرز کا کوئی فارمولہ خیال کرتے ہوں۔ ایک اور سب سے مزیدار درفنطنی جو آج کل پاندانی صاحب نے چھوڑی ہے وہ یہ کہ انگریزوں کو برصغیر سے نکالنے کا سہرا اپنے سر پر سجا رہے ہیں۔

اس بات کا جواب تو تاریخ ہی دے گی کہ قید و بند کی صعوبتیں کس نے برداشت کیں اور دار و رسن کی آزمائش میں کون پورا اترا۔ ہم تو صرف یہ سوچ رہے ہیں کہ اگر انگریز کو ان کے اس دعوے کا علم ہو جائے تو وہ یقیناً پکار اٹھے گا کہ ؎

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

تو قارئین با تمکین! لیجیے آپ کو پاندانی میاں سے ملوا دیا۔ اب اس خوشی میں ہمیں "برابر کا" ایک مراد آبادی پان کھلا دیجیے اور زور سے نعرہ لگائیے

سا۔ رے۔ گا۔ ما۔ پا۔ دھا۔ نی
دم۔ دھا۔ دم۔۔۔۔





شیشے سے زیادہ کمزور
اور
ریشم سے زیادہ نازک

> تبلیغی مرکز بلال پارک لاہور میں ایک عظیم الشان اجتماع سے مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن ندوی کے روح پرور اور ایمان افروز خطاب کا مکمل متن پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی نے فرمایا۔

بھائیو! دوستو! بزرگو اور عزیزو! بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسانی جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ درست ہو جائے تو سارے جسم کا نظام درست ہو جاتا ہے اور اگر اس میں بگاڑ آ جائے تو سارے جسم کے نظام میں بگاڑ آ جاتا ہے۔ اور وہ دل ہے۔ اس میں اپنے احکام جاری کرنے کی طاقت ہے اور یہ پورے جسمانی نظام پر حاوی ہوتا ہے۔ پورا نظام جسم اس کے تابع فرمان ہوتا ہے۔

مولانا ندوی نے فرمایا دنیا کے ہر نظام کا یہی معاملہ ہے کہ اس میں ایک ایسی قوت ہوتی ہے جو پورے نظام کو چلاتی ہے۔ وہ طاقت قابو میں آ جائے تو پورا نظام قابو میں آ جاتا ہے۔ جسم میں یہ مقام دل کا ہے کہ اگر وہ کھڑے ہونے کے لئے کہے تو کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ وہ کہے بیٹھ جاؤ تو بیٹھ جانا ہوتا ہے۔ دل سارے جسم کو متحرک کرتا ہے اور اپنی منشاء کے مطابق چلاتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا یہی اصول ہے کہ وہ انسانی قلب کو درست کرتے ہیں۔ جیسے پہلوان جسم پر محنت کرتے ہیں اس لئے کہ اس سے قوت آزمائی اور غلبہ و فتح کا کام لیا جائے۔ کوئی دوڑ کر جسم کو درست کرتا ہے کوئی ڈنڈ بیٹھک لگا کر جسم کو درست کرتا ہے۔ کوئی قسم قسم کی خوراکوں سے جسم کو درست کرتا ہے۔ مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اس کی جسمانی توانائیاں روز افزوں ہوں اور وہ اپنے مخالفوں کو زیر کر سکے۔

اطباء قدیم و جدید کہتے ہیں کہ اگر معدہ درست ہو تو جسم کا سارا نظام درست ہو جاتا ہے وہ معدے کی درستی کی تدابیر سوچتے رہتے ہیں فلسفی دماغ کو درست رکھنا چاہتے ہیں تاکہ دنیا کے الجھے ہوئے مسائل کی گتھیاں سلجھائی جا سکیں اس کے برعکس انبیاء علیہم السلام قلب پر توجہ صرف کرتے ہیں اور قلب پر محنت کرتے ہیں۔ وہ قلب جو احساسات کا مرکز ہے جہاں سے ارادے پیدا ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام دل میں خدا کی محبت کا بیج بوتے ہیں۔ اس دل میں جو فساد و صلاح کا مرکز ہے۔ یہ انسانی دل ہی ہے جو کہتا ہے ظلم کرو۔ فساد کرو۔ قتل و غارتگری کرو۔ اس دل میں زمین میں سربلندی کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ جماعتی۔ خاندانی اور گروہی سربلندی کی خواہش بھی اسی دل سے اٹھتی ہے۔ اگر دل میں گناہ کی رغبت ہو گئی ہے اور تمام خواہشات کی تکمیل کا خیال سما گیا ہے، اور یہ کہ میں ہی ہوں جس کے تابع یہ پوری کائنات ہونی چاہیئے تو وہ اپنی ایک لذت کے سامنے بلکہ ایک وقتی اور خیالی لذت کے سامنے دنیا کو فسادگاہ بنا دے گا۔ بہت سے انسانوں نے اپنی اسی خواہش کی تکمیل میں اور پڑھے لکھے انسانوں نے دنیا کو تباہ و برباد کیا اور اجاڑ کر رکھ دیا۔

اس دنیا میں ایسے ایسے فاتح گزرے ہیں جو شمشیر زنی کے جوہر دکھاتے ہوئے دنیا کو تہ تیغ کرتے چلے گئے نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ خواہش صرف یہ تھی کہ دنیا میں نام ہو جائے اور کچھ بھی نہیں۔

میرے دوستو! یہی ہے وہ قلب جو دیکھنے میں ایک گوشت کا لوتھڑا جس کا وزن چھٹنکیوں کے حساب سے ناپنے لگیں تو انگلیوں سے ناپ سکتے ہیں۔ گننے لگیں تو صرف ایک دو تین یا چار نہیں، بڑے سے بڑے انسان کے سینے کو چیر کر دیکھئے صرف ایک ہی دل برآمد ہوگا۔ دو یا تین نہیں۔ بس مرکز طاقت دل ہے بگاڑنے اور بنانے کا، فساد اور صلاح کا مرکز دل ہے۔ یہی ایک دل کروڑوں انسانوں کو کنٹرول کرتا ہے جس کے عزم کی قوت سے انسان مشین بن جاتے ہیں وہ دل ہے۔ یہ سب دل ہی کی کارفرمائیاں ہیں۔

بات منوانے کی پچ پڑ جائے گی اور دوسروں کو ستانے میں لطف آئیگا۔ دل اتنا بڑا ہے کہ سمندر اور پہاڑ بھی اس میں سما جاتے ہیں اور یہ وسیع کائنات بھی ایسی محسوس ہوتی ہے جیسے سمندر میں کنکر۔

ارض وسما کہاں تری وسعت پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ تو جس میں سما سکے

میرے بزرگو! اصحاب کہف جو بڑی سلطنت کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے تھے خدا نے ان سے متعلق کہا ہے کہ ہم نے ان کے دلوں کو تھام لیا تھا۔ یہی دل ہے جس پر خدا کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، علوم و معارف کی بارش برستی ہے۔ اس کی کمزوری اور احساس کا یہ عالم ہے کہ ذرا سی بات پر مرجھانے لگتا ہے۔ یہ شیشے سے زیادہ کمزور اور ریشم سے زیادہ نازک ہے مگر وسعت میں اتنا کہ پوری کائنات اس کے ایک خلیہ میں آسکتی ہے۔

حقیقت میں یہ سب دل ہی کی کارفرمائی ہے فساد و صلاح میں خدمت و پامال میں بگاڑ اور بناؤ میں جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں دل ہی کا کرشمہ ہے۔ اگر یہ درست ہو جائے تو ایثار و قربانی کے ایسے ایسے مناظر سامنے آتے ہیں کہ عقل انسانی حیران و سرگرداں ہو کر رہ جاتی ہے کہ انسان اس بلندی پر بھی پہنچ سکتا ہے۔

صحابہؓ کے واقعات میں ہزاروں ایسے واقعات ملتے ہیں جو عقل کو حیران کر دیتے ہیں۔ سنئے زخموں سے چور ہیں۔ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ جان کنی کا عالم ہے۔ شدت پیاس سے تڑپ رہے ہیں۔ پانی کا ایک قطرہ نہیں، مگر جب پینے کو پانی پیش کیا جاتا ہے تو دوسرے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ دوسرے کو پیش ہوتا ہے تو تیسرے کو ترجیح دی جاتی ہے اور بالآخر پانی پورے دائرے میں چکر کھا کر واپس پہلے کی طرف آتا ہے تو یہ سب اپنی جانیں خدا کے پاک نام پر نچھاور کر چکے ہوتے ہیں۔ یہ ہے قلب صالح قلب خاشع قلب منیب اور قلب سلیم کے کارنامے۔

حضرت عائشہؓ کے پاس ایک لاکھ درہم کہیں سے آتے ہیں۔ وہ انہیں تقسیم کرنا شروع کر دیتی ہیں اور شام تک تقسیم کر کے جب فارغ ہوتی ہیں تو ان کی باندی کہتی ہے کہ دو درہم روزہ افطاری کے لئے بچا لئے ہوتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں تم نے مجھے پہلے کیوں یاد نہیں دلایا اور کہنے لگیں کہ روزہ مجھے یاد نہیں ہے۔ یہ باتیں تصور میں آسکتی ہیں۔

آج تو یہ عالم ہے کہ شراب کے پینے والے کو اگر یہ معلوم ہو کر بیوہ کا دوپٹہ اتارے بغیر اور بچوں کو یتیم کئے بغیر نہیں ملے گی تو اس سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ دل بگڑتا ہے تو ایسا بگڑتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو قلب پر محنت کرنے کی توفیق خدا نے دی ہے۔ ہدایت کی خاصیت اور روحانیت سب قلب کی درستی سے ہیں۔ خدا کے نام کی عظمت اور خدا کے کام کی رغبت اگر ہو جائے تو پھر جو چاہو دل سے کام لے لو۔ ایسے ایسے کام سرزد ہوں گے کہ عقل حیران رہ جائے گی۔

بس یہ سمجھ لیں کہ خدا کا منشا یہی ہے۔

یہی وہ بات تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کو جاتے ہوئے انصار کی طرف دیکھا کیونکہ انہوں نے شہر میں مدد کرنے کا وعدہ کیا ہوا تھا اور اب لڑنے کے لئے شہر سے باہر جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء معلوم کر کے حضرت سعد بن معاذؓ بولے کہ اے اللہ کے رسول آپ حکم دیں ہم برک الغماد تک آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہیں۔ آپ ہمارے مال سے جو کچھ لے لیں گے وہ ہمیں زیادہ پسند ہے اس سے جو آپ چھوڑ دیں گے۔ ان الفاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کھل گیا۔

جب مدائن فتح ہوا تو بیش قیمت چیزیں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔ ایک بدوی کے ہاتھ کسریٰ کا تاج لگا۔ اسے یہ علم تھا کہ یہ کروڑوں کی مالیت کا تاج ہے اور اس میں ہیرے جواہر لگے ہوئے ہیں مگر اس نے یہ تاج جوں کا توں حضرت سعد بن وقاصؓ امیر لشکر کے حوالے کر دیا۔ حضرت سعد بن وقاصؓ بڑے درجہ کے صحابی ہیں، عشرہ مبشرہ میں ہیں مگر اس بدوی کے اس فعل پر حیران رہ گئے کہ اسے کھانے کے لئے روٹی نہیں ملتی، پہننے کے لئے کپڑا نہیں ملتا مگر دیانت۔ امانت کا یہ حال ہے کہ کسریٰ کا تاج فوج کے کمانڈر کے حوالے کر دیا۔ نام پوچھا تو کہا جس کے لئے کام کیا ہے وہ میرا نام جانتا ہے۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر!

میرے بھائیو! میں پھر عرض کروں گا کہ یہی دل ہے جو چار آنے کے لئے انسان کو مار دیتا ہے۔ گذشتہ برس میں امریکہ گیا تو عجیب و غریب واقعہ سامنے آیا۔ ایک بوڑھی عورت کو ایک نوجوان نے بندوق سے اڑا دیا۔ عورت کے پرس سے چند سکے برآمد ہوئے۔ جب اس نوجوان سے پوچھا کہ تم نے اس عورت کو کیوں مار ڈالا تو کہا نشانہ دیکھنے کے لئے مارا ہے۔ نشانہ دیکھنے کے لئے اور انگلی۔ یعنی ہر آدمی آدمی کو مار رہے تو یہ دل کا بگاڑ ہے اور کروڑوں روپے کی مالیت کا تاج دیدے تو یہ دل کی درستی ہے جو انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے حاصل ہوتی ہے۔

میں نے آپ کو صرف تین چار واقعات سنائے ہیں۔ اس نوع کے واقعات سے تاریخ و سیر کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ آپ اس کے لئے حضرت مولانا محمد یوسفؒ کی کتاب حیات صحابہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ اس دل کی گہرائی میں جائیں۔ تبلیغ کا اصل مقصد یہی ہے کہ دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو جائے۔

میرے دوستو! ابن حجرؒ، ابن تیمیہؒ انور شاہؒ اور یوسف بنوریؒ کوئی ہو یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے دین کی تمام جزئیات کا احاطہ کر لیا ہے۔ سب کو سمیٹنے کے لئے دل کی طاقت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دین سے زیادہ مشکل کوئی کام نہیں اور دین سے زیادہ کوئی آسان کام نہیں مگر معاملہ وہی دل کے بگاڑ اور سنوار کا ہے۔

ایک اور واقعہ سناتا ہوں۔ ایک آقا اور ایک اس کا ملازم بازار گئے۔ راستے میں نماز کا وقت ہو گیا تو ملازم مسجد میں نماز کے لئے گیا۔ آقا باہر بیٹھا رہا۔ جب ملازم کو مسجد میں دیر ہو گئی تو آقا نے ملازم کو آواز دیتے ہوئے کہا کہ تمہیں کون باہر نہیں آنے دیتا۔ ملازم نے

بقیہ صفحہ ۲۵ پر

محمد ادریس ہوشیارپوری

وفاقی کابینہ کا پہلا اجلاس

پرنالہ وہیں ؟

سیاستدانوں کی طرف سے مایوس کن فیصلہ

مسلم لیگ کا مستقبل مخدوش

مارشل لاء کی سالگرہ کے موقع پر معرض وجود میں آنے والی جنرل ضیاء الحق صاحب کی من پسند وفاقی کابینہ کا حال ہی میں پہلا رسمی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں متعدد امور پر غور کیا گیا۔ سیاسی سرگرمیوں کی پابندی اور جداگانہ طریق انتخاب پر خصوصیت سے غور کیا گیا۔

جنرل صاحب موصوف نے اپنے مشیروں کی تقرری سے معتد بہ فوائد اور مطلوبہ نتائج کے عدم حصول کے پیش نظر اپنی ضرورت کے باعث موجودہ کابینہ تشکیل دی تھی۔ اگر یہ مطلوبہ نتائج جو عوام سے ربط حاصل ہو سکتے تھے مشیروں سے پورے ہو جاتے تو ضرورت نہیں تھی کہ وفاقی کابینہ کی تشکیل کا مرحلہ آتا۔ تاہم مشیروں کی تقرری کے باوجود اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس کی گئی کہ مارشل لاء حکومت اور عوام میں رابطہ نہ ہونے کے باعث نوکر شاہی نے ملک و قوم کو جن مسائل سے دوچار کر رکھا ہے، اس کے مداوے کی کوئی شکل بن سکے بہر کیف جنرل صاحب نے اپنے تئیں "قومی مفاد" میں اول مشیروں کا تقرر پھر کابینہ کی طرح ڈالی۔

یہاں یہ سوال قدرتی طور پر ذہن میں آتا ہے کہ مشیروں سے رابطہ عوام کی مہم کیوں کر سر نہ کی جا سکی؟ سادہ لفظوں میں اس کا آسان جواب یہی ہے کہ مشیر اتنے با اختیار نہیں تھے کہ وہ سب کچھ کر سکتے جن کا مسائل کے حل سے براہ راست یا بالواسطہ تعلق تھا، اور کچھ اسی قسم کے شکوک و شبہات اور خدشات مارشل لاء کے زیر سایہ بننے والی حکومت سے تھے۔ وہ وفاقی کابینہ کے موجودہ رسمی اجلاس سے درست ثابت ہوئے ہیں۔ یہ نو وزیران با تدبیر ہی عوام میں آئیں گے تو عوام کو بتلا سکیں گے کہ ان کے فیصلے اقتدار سے قبل کیا تھے اور اقتدار ملنے کے بعد ان کی نوعیت میں کیا تبدیلی آگئی ہے۔

سوال یہ ہے کہ ملک میں تبدیلی صرف یہ آئی ہے کہ "وفاقی کابینہ" کی تشکیل ہی تو ہوئی ہے کوئی بیرونی جارحیت نہیں ہوئی۔ خارجہ حالات معمول کے مطابق ہیں بلکہ جنرل صاحب نے تو اپنی تقریر میں بیرونی جارحیت سے قوم کو زیادہ ہی اعتماد میں لیا تھا اور مکمل حالات پر روشنی ڈالی تھی۔ اقتدار زمانہ سے افراد قوم نہیں بدلے۔ مرور وقت سے مسائل نہیں بدلے۔ پھر یہی وزیر جو کل اختیارات سے محروم تھے اور ملک کے ایک عامی آدمی کی طرح ایک پاکستانی تھے تو وہ یہ سمجھتے تھے کہ ملک میں موجود سیاسی تعطل ٹھیک نہیں۔ اور سیاسی جماعتوں کے لیے وہ کسی طرح عرصہ دراز تک قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ سیاسی جماعتیں تنظیمی امور پر غور نہیں کر سکتیں۔ مارشل لاء بھی عوامی رابطہ سے محروم ہے۔ اور مارشل لاء سے تعاون کرنے والی جماعتیں بھی عوامی رابطہ کے فقدان کی شاکی ہیں۔ اس کا حل ان کے نزدیک عائد کردہ سیاسی پابندیوں کا خاتمہ یا کم از کم ان میں نرمی پیدا کرنا ضروری تھا اور آج جب ان کو اختیارات مل چکے ہیں وہ "باضابطہ وزیر" بن چکے ہیں تو ان کے اس فیصلہ سے کیا مطلب اخذ کیا جا سکتا ہے؟

عوام آج بھی کل کی طرح جمہوری حق سے محروم ہیں۔ صرف وزراء کرام کو آزادی ہے کہ وہ بیانات دے سکتے ہیں۔ پریس کانفرنسوں سے خطاب کر سکتے ہیں مگر سیاسی جماعتیں آج بھی مارشل لاء کے "مولا بخش" کے زیر سایہ ہیں اور ان کو آزادی نہیں۔ سیاسی پابندیاں مارشل لاء کے بعد کسی بھی وقت نہ دی جاتیں تو سمجھا جاتا کہ یہ پابندیاں مارشل لاء کا ایک مستقل حصہ ہیں اور انہیں کسی بھی وقت "امن و امان" کے برقرار رکھنے کی خاطر اٹھایا نہیں جا سکتا، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پابندیاں مسٹر بھٹو کے مقدمہ قتل کے فیصلہ پر لگائی گئیں اور بعد ازاں تا حال جاری ہیں۔ جب وزراء کرام یہ فرماتے ہیں کہ مسٹر بھٹو کے قتل کے کیس کا سیاسی پابندیوں سے کوئی تعلق نہیں تو پھر ان پابندیوں کے جواز کے لئے کوئی تو عنوان آخر بتلایا جائے۔

سیاسی پابندیاں برقرار (خدا نہ کرے) نئی معرض وجود میں آنے والی حکومت کے لئے کوئی نیک فال نہیں ہے۔ ان کے اس فیصلہ سے عوام کی تمامتر توقعات نقش بر آب ثابت ہوئی ہیں۔ مارشل لاء کی ناکامی کی بہت سی وجوہات پیش کی جا سکتی ہیں لیکن وزراء کرام جو سیاستدان بھی ہیں آخر ایسا کون سا جواز پیش کر سکتے ہیں؟ ان کے پاس کوئی جواز نہیں، جبکہ قبل ازیں وہ

عوام کی توقعات نقش بر آب ثابت ہوئیں۔

بھی یہی مطالبات کر چکے ہیں۔ اب یہ کہے بغیر چارۂ کار نہیں کہ یا تو یہ مطالبات اس وقت غلط تھے اور ان کا حکومت کو پیش کرنا محض ایک "وقت کی ضرورت" تھی۔ اور بصورت دیگر اگر یہ مطالبات صحیح تھے اور یقیناً تھے اور آج بھی صحیح ہیں تو پھر اس پر معقولیت سے سوچنے کی بجائے اس کو سرد خانے کے کیونکر سپرد کر دیا گیا۔ موجودہ فیصلے پر جو رد عمل ہوگا وہ کوئی غیر متوقع نہیں ہوگا بلکہ وہ اس سیاسی "تربیت" کا نتیجہ ہوگا جو وزراء کرام حلف برداری سے قبل کر گئے تھے اس لئے اس پر عوامی حلقوں سے جو کہا جائے اس کو وقت کی ایک آواز بلکہ انہی کے مطالبات کی صدائے بازگشت کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

مارشل لاء کے ساتھ جب سیاستدان حکومت میں شامل ہو جائیں اور وہ سیاسی پابندیوں کے برقرار رکھنے کا مطالبہ کریں ہم نہیں سمجھتے کہ یہ کتنی بڑی سیاسی فتحمندی ہے اور اس میں سیاستدان کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔

کابینہ کی اکثریت مسلم لیگی وزراء پر مشتمل ہے۔ ہم بطور مشورہ عرض کریں گے کہ کابینہ میں شامل دیگر وزراء کی حیثیت غیر جماعتی حیثیت ہیں۔ عوام کی نظریں ان کی بجائے زیادہ تر آپ پر ہیں اور آپ لوگ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ آپ کے اتحاد سے از خود اس طرح "نظریں چرا کر" نکل جانے اور اقتدار کی مسند پر جلوہ افروز ہونے سے عوام کے جذبات کس طرح مچل رہے ہیں۔ اگر آپ عوام کی آواز کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی حقوق کی بحالی کے لئے جدوجہد فرماویں گے جس کا تعلق صرف بیانات تک نہیں ہونا چاہیئے (کہ ۲۲ وفاقی وزیر، پھر صوبائی وزراء کی ایک بڑی تعداد اور ساتھ مشیران کرام بھی۔ بیانات کی تعداد کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے) بلکہ عمل اور اس کے اثرات سے ہونا چاہیئے تو ممکن ہے عوام آپ کی ان خدمات سے آپ کی اتحاد سے "آنکھ مچولی" سے درگزر کر دیں اور اگر آپ نے مسلم لیگ کی تاریخ کی طرح اب پھر مطلبیوں کا اعادہ کیا اور اپنے اختیارات کو آزادانہ طور پر ملک و قوم کے مفاد میں بروئے کار نہ لائے تو یقین کیجئے کہ نہ صرف "مسلم لیگ" کی "مردہ لاش" میں روح نہ ڈالی جا سکے گی بلکہ اتحاد سے نکلنے کی پاداش میں اور پھر وزارت کے حصول کے بعد عوام سے بے رخی کی وجہ سے مسلم لیگ ایک افسانۂ ماضی بن کر رہ جائے گی جس کو شاید کوئی دہرانے والا بھی نہ ہوگا۔

ابھی تو اقتدار ملنے سے شاید آپ کو یہ توقع ہو کہ سابقہ طریق کار کے مطابق ادھر اقتدار ملا اور ادھر مسلم لیگ میں شمولیت کے علانات کی بھرمار شروع ہو جائے گی۔ یاد رکھئے وقت ایک سا نہیں رہتا۔ گردش ایام سے آپ بھی سبق حاصل کریں۔ اب وہ وقت نہیں کہ محلات میں تخلیق پانے والی سیاست (جس کو سیاست کے نام سے تعبیر کرنا سیاست سے بھی مذاق ہے) عوامی میدان میں کارگر ثابت ہو۔ ٹیبل کے فیصلے کو اب ملک کے غریب لوگوں اور سادہ لوح محب وطن افراد پر ٹھونسا نہیں جا سکتا۔ اب وقت کی نزاکت ہے اور اس کا احساس نہ کرنا ایک بہت بڑا فریب ہے اور خود دیکھتے ہوئے حالات سے آنکھیں بند کرنے کے مترادف ہے۔

اب تو وقت یہ ہے کہ عوام جو چاہتے ہیں وہ میدان عمل میں آ کر سیکھیں۔ پھر عوام کی توقعات پر فیصلے صادر ہوں تو ممکن ہے کامیابی ہو سکے ورنہ نہیں۔ اس لئے مت بھولئے کہ آپ کے صحیح فیصلے اور بر وقت عوام کی توقعات کے مطابق فیصلے تو مسلم لیگ کی آزادی وقت کو اور آپ کی مقبولیت کو بڑھا سکتے ہیں ورنہ عوام کو مسترد کرنے کے لئے کسی کارروائی کی ضرورت نہیں۔ عوام کا فیصلہ ووٹ کی پرچی کا بھی محتاج نہیں۔ ابھی تو آپ کا حریف زندہ ہے اور آپ کی بوالعجبیاں دیکھ رہا ہے۔ کل آپ سیاسی آزادیوں کا مطالبہ اس سے کر کے خود کو جمہوریت پسند ثابت کر رہے تھے اور آج کے فیصلے کل سے مطابقت نہیں رکھتے۔ مسائل تو حل نہیں ہوں گے۔ مگر جگ ہنسائی کا ذریعہ تو بنیئے۔ اقتدار پر آ کر (بھٹو) اس نے جو کیا، کیا آپ کا کردار اس سے مختلف نہیں ہونا چاہیئے؟ اس سلسلہ میں جنرل صاحب نے بھی اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ چند روز تک سیاسی سرگرمیوں پر عائد پابندی نرم کر دی جائے گی۔ اس کا بھی انتظار بے سود ثابت ہو رہا تھا۔ اکتیس ۳۱ سال کے تجربات سے کیا ہم اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں؟ یاد رکھئے حکومت کرنے کا وہ طریق کار جو "بالائی قیادت" کی جانب سے جنرل صاحب کے پیش رو اختیار کرتے چلے آئے ہیں۔ اس طریق کار سے عوام کو بھی نقصان ہوا۔ جغرافیائی حدود کم ہوئیں افرادی قوت بھی نصف سے زیادہ الگ ہوئی اس لئے ہم پوری ہمدردی سے کہیں گے کہ ابھی وقت ہے ان نقوش کو یکسر ختم کر دیا جائے جو سابقہ حکومتیں ورثہ کے طور پر چھوڑ گئی ہیں اور عوام کی نفسیات اور خواہشات کے مطابق حکومت کا طریق کار ہونا ضروری ہے۔ ورنہ پھر حالات کی "سنگینی" زیر زمین سے ابل کر کسی بھی لاوے کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔ خدا کرے ہمارے ملک میں پھر ایسا وقت نہ آئے کہ یہ تجربات ہیں ہی ایسے حادثات کا شکار ہو گیا کہ اس پر نہ مندمل ہونے والے گہرے زخم موجود ہیں اور وہ ایک نہیں، دو نہیں "پنبہ کجا کجا نہم" والی کیفیت ہے۔

اس لئے سابقہ حقائق ہمارے سامنے رہنے چاہئیں اور مستقبل میں بہتر نتائج کی خاطر خاطر خواہ فیصلوں سے قوم کو اعتماد میں لئے جانے کی اہمیت کا احساس بھی رہنا چاہیئے ورنہ پھر بہتر توقعات کی امید، امید تو رہ سکتی ہے اس امید کا پروان چڑھنا ممکن نہ ہوگا۔ بنا بریں وفاقی کابینہ کے موجودہ فیصلے پر عوامی رد عمل کے سامنے جتنا جلد ممکن ہو غور کرنا ضروری ہے اور اس سلسلہ میں عوام کی خواہشات کا

احترام از حد ضروری ہے ۔

انتخاب میں مثبت نتائج بھی تا حال نہیں حاصل ہو سکے تا آنکہ ہم مثبت طریق کار نہ اپنائیں ۔ پابندی عائد کرنا جمہوری عمل کے لئے کسی صورت مثبت نہیں ۔ پھر کس امید پر "جو" بونے کے بعد درانتی لئے گندم کاٹنے کی فکر میں ہیں "گندم از گندم بروید جو از جو" کی سچائی سے نظریں اوجھل کرنا مناسب نہ ہوگا ۔ جمہوری عمل کے لئے مثبت طریق اپنانے سے ہی مثبت نتائج حاصل ہو سکتے ہیں ۔

وزراء کرام کو اگر محض حکومت اور اس کے جاہ و جلال سے غرض تھی تو وہ اس سے کہیں بہتر طور پر "نامی کے عوامی دور" میں ان کو طشتری میں رکھ کر پیش کی جاتی رہی قبول کر لیتے ۔ اس حقیقت کی تلخی کو فراموش نہ کیجئے کہ "حالات کا دھارا" تحریک کے بعد بہت تیزی سے بہنے کا عادی ہو گیا ۔ عوام اپنے خلاف فیصلوں کے سننے کے لئے آمادہ ہی نہیں ۔ وہ عنوان سے دیکھتے ہیں کہ فیصلہ کیا ہے وہ دلائل میں نہیں الجھتے ۔ آپ اس کو وقت کی ضرورت کہیں گے اور دلیل سے اس تاریکی کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے مگر وہ عنوان سے آگے کچھ سننا ہی چاہتے ۔ اس لئے ایسے فیصلے کیونکر قابل قبول ہوں گے ؟

"جداگانہ طریق انتخاب"

"ایک دیرینہ مطالبہ"

اجلاس میں دوسرا اہم فیصلہ جداگانہ طریق انتخاب کے دیرینہ مطالبہ کو قانونی شکل دینے کے سلسلہ میں کیا گیا اور اس میں پیش آمدہ قانونی رکاوٹ کو آئین میں ترمیم کے ذریعے ختم کرنے اور اس کے لئے بہتر راہ ہموار کرنے سے متعلق تھا ۔

اقلیتوں کو اپنے نمائندے خود منتخب کرنے کا حق دنیا اقلیت کے احترام اور اس کے مفاد میں ہے ۔ لیکن اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ اقلیتوں کے نمائندوں سے براہ راست رابطہ قائم کر کے ان کی تجاویز پر مثبت طریق کار سے غور کیا جائے صرف فیصلہ برائے فیصلہ مسلم اکثریت کے مطالبے کے نتیجے میں ہو اس میں ان کا مفاد نہیں اس میں صرف مسلم اکثریت کا مفاد ہے ۔ اس لئے اقلیتوں کے مفادات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی تجاویز اور آراء اس سلسلہ میں محل غور ہونا ضروری ہیں ۔

اس فیصلے کے نتیجے میں غیر مسلم اقلیت کی نمائندگی میں اضافہ ہوا ہے جو نیک شگون ہے امید ہے کہ غیر مسلم اقلیت حکومت کے موجودہ اقدام سے خاطر خواہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے اپنے نمائندے صحیح منتخب کر سکیں گے ۔ قبل ازیں اقلیتی نمائندوں کو حزب اقتدار کا دم چھلا بن کر رہنا پڑتا تھا اور یہ میزان کو نامزدگی کی بنا پر رہتی تھی ۔ حالیہ فیصلے سے جہاں یہ رسم کہنہ ختم ہوگی وہاں اقلیت میں اپنی آزادی رائے کے اظہار کا بہتر شعور پیدا ہو سکے گا ۔ نیز وہ صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہنے کی جرأت کر سکیں گے محض "انگوٹھا ٹیک" ممبر کی حیثیت نہیں ہوگی ۔

سیاستدانوں میں اس بارے میں بھی دو طرح کی آوازیں سامنے آ رہی ہیں ۔ اصغر خان اور پی ۔ پی ۔ پی جداگانہ طریق انتخاب کے حامی نہیں ہیں جبکہ دیگر اسلام پسند قوتیں اس فیصلے سے خوش ہیں (جن میں تحریک پاکستان کا مخالف گروپ بھی شامل ہے) ۔ یہ بات کہ نظریہ پاکستان کے مخالف لوگ تو جداگانہ طریق انتخاب کو صحیح قرار دیں اور جو لوگ اس کے حامی ہیں اور پاکستان کی جد و جہد میں اپنے کو ایک بڑا فریق سمجھیں معلوم نہیں کس بنیاد پر اس کی مخالفت کر رہے ہیں ؟

حالانکہ دیکھا جائے تو پاکستان بنتے وقت ہی تو ایک اختلاف تھا ۔ آج مخالف پاکستان "محافظ" بنے ہوئے ہیں اور جو اس کو بنانے کا سہرا از خود اپنے سر پر رکھنا چاہتے ہیں وہ اس کی نظریاتی بنیادوں کو متزلزل کرنے کے درپے ہیں ۔ اور نظریہ پاکستان کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں کیا حکومت ایسے افراد کا نوٹس لے گی جو محض اپنی پارٹی کو چند ووٹ دلانے کی خاطر اتنی بڑی مسلم اکثریت کے لئے دلآزاری کا باعث بنے ہوئے ہیں ؟ کیا نظریہ پاکستان پر یقین رکھنے والی جماعتوں کا کردار یہی ہے ؟ اور اس طرح بالواسطہ وہ غیر مسلم اقلیت کے لئے بھی سوہان روح بنے ہوئے ہیں کہ ان کا حق ان سے چھین رہے ہیں ایک صحیح بات کو صحیح کیونکر تسلیم نہیں کیا جاتا ۔ آخر تا کجے ۔ ؟

بقیہ : اداریہ

اب حکومت جہاں اپنی اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتی ہے وہاں اسے اس قرطاس ابیض کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی بھی ضرورت ہے ۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ قرطاس ابیض کے تراجم مختلف زبانوں میں کرا کر بیرون ممالک بھیجے اور اپنے سفارت خانوں کے ذریعہ دوسرے ملکوں میں اس کی نشر و اشاعت کا انتظام کرے ۔ خصوصاً اسلامی ممالک میں اس کی زیادہ ضرورت ہے تا کہ بعض اسلامی ممالک کے وہ سربراہ جو کچھ تو بھٹو کے اعمال بد سے لاعلمی کی وجہ سے اور کچھ بھٹو دور کے وسیع پیمانے پر پروپیگنڈے کی وجہ سے بھٹو سے متعلق اب تک ہمدردانہ رویہ رکھتے ہیں ۔

جب ان ممالک کے سربراہوں کو صورتحال سے واقفیت ہوگی تو وہ بھی بھٹو اور اس کے رفیقان بادہ نوش کی کرتوتوں سے گھن کرنے لگیں گے اور اس کے اثرات ان کے ممالک کے عوام پر بھی مرتب ہوں گے ۔

اس کے ساتھ ہی ہم حکومت سے یہ گذارش بھی کریں گے کہ وہ صرف قرطاس ابیض کی اشاعت ہی پر اکتفا نہ کرے بلکہ ان مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے جنہوں نے دونوں ہاتھوں سے قومی دولت کو لوٹا اور قومی وقار کو خاک میں ملانے کی مسلسل و پیہم کوششیں کرتے رہے ۔ اس سلسلہ میں کسی قسم کی رواداری ، مصلحت بینی اور تساہل و تغافل سے کام لینا قومی مطالبے سے صرف نظر کرنا اور اغماض برتنا ہے ۔

اکرام القادر

۳۰ - ۷ - ۷۸

رپورٹنگ
محمد زاہد بلند شہری

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے ہوتے ہوئے اپنی رائے دینا حرام ہے

گذشتہ دنوں مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں سالانہ دورہ تفسیر کی افتتاحی تقریب سے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند اور جمعیۃ علماء ہند کے صدر جناب حضرت مولانا اسعد صاحب مدنی مدظلہ نے خطاب فرمایا۔ صدارت جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب نے فرمائی۔ خطاب کی رپورٹنگ پیش خدمت ہے۔ 

(ادارہ)

بعد از خطبہ مسنونہ!

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کی صفت ازلی ذاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار اور زمانوں میں پیغمبروں اور انبیاء کرام علیہ صلوٰۃ والسلام کو مختلف معجزات عطا فرمائے۔ اور یہ معجزات زمانہ کے اعتبار اور اس کے مطابق ہوئے تھے۔ آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا لایا ہوا مذہب یعنی اسلام قیامت تک کے لئے ہے۔ اس لئے اللہ نے آپ کو سب سے بڑا اور قیامت تک رہنے والا رسولؐ بنایا اور معجزہ قرآن عطا فرمایا جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ رب العزت نے لی ہے۔

کلام الملوک، ملوک الکلام یعنی بادشاہ کی بات بادشاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی بات سب کلاموں کی بادشاہ ہے۔ اس سے لوگ قیامت تک فائدہ اٹھاتے رہیں گے اور ہر نیا آنیوالا نئے علوم کو کھولتا رہے گا۔

یہ علم تفسیر قرآن جسکا درس ہر سال خصوصی اہتمام کے ساتھ منعقد ہوتا ہے اور امسال بھی ہو رہا ہے علم تفسیر کی تعریف ہے کہ "اللہ کیا کہنا چاہتا ہے۔" اس فن کو "علم تفسیر" کہتے ہیں۔ اللہ کی مراد کو صحیح سمجھنا اور بیان کرنا اللہ کے رسولؐ کا کام ہے۔ اس لئے جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملتا ہو تب تک تو درست ہے ورنہ درست نہیں ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اطاعت صحابہؓ کی کرنا چاہیئے کیونکہ جب وہ یہ کہیں گے کہ اللہ نے یہ فرمایا تو وہ یہ تمام نبیؐ کی طرف سے کہیں گے اپنی طرف سے ہرگز نہیں۔ حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کا فرمانا اللہ پاک کا فرمان ہے کیونکہ حضور علیہ صلوٰۃ والسلام جو کچھ فرمائیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھی جائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے ارشاد کے ہوتے ہوئے اپنی رائے دینا حرام ہے جو ایسا کرتا ہے گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہی میں ڈالتا ہے، کیونکہ قرآن پاک کا بیان کرنا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہے۔

صحابہؓ جو کچھ بیان کریں خواہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں نہ ہو تو بھی اس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سمجھا جائے گا۔

بدقسمتی سے ہر زمانے میں اور ہمارے موجودہ زمانے میں بھی ایسے لوگوں کا فتنہ موجود ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کو اپنی عقل کی دلیل بنا کر سمجھو۔" یہ حرام ہے۔ اس کی دعوت دینا گمراہی کی طرف لانا ہے۔ بدقسمتی سے یہ لوگ اسلام کا نام لے کر اسلام سے بھٹکاتے ہیں۔

تفسیر کے معنی ہیں اللہ کے مقصد کو بیان کرنا اور اس کا حق صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ صحابہ کرامؓ قرآن کے بارے میں ثوق اور بھروسے کے لوگ ہیں۔ اسی طریق پر قرآن سمجھا جائے۔

قرآن چھوڑنا جرم عظیم ہے۔ یورپ جب صلیبی جنگ لڑتے لڑتے تھک گیا تو عیسائیوں کے بین الاقوامی اجتماع میں اس بات پر بحث ہوئی کہ تمام تیاریوں اور چہار اطراف سے اسلحہ جنگ، مال و دولت اور کثیر فوج کے باوجود ہر صلیبی جنگ میں مسلمان غالب آتے ہیں کیا وجہ ہے۔؟

انہوں نے قرآن پاک ہاتھ میں لے کر کہا کہ جب تک یہ مسلمان کے ہاتھ میں ہے یہ غالب رہے گا اور جب یہ جدا ہوگا تو مغلوب ہو جائے گا۔ مسلمانوں سے قرآن جدا کرنے کی اس کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں اور آج یہ جادو مسلمانوں کے سر پر چڑھ کر بول رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا مسلمان قرآن کو "بوجھ" سمجھتا ہے۔

قرآن سے بُعد

اگر قرآن نہ پڑھا جائے تو بدقسمتی سے مسلمان نوحہ اور غم کی بجائے خوشی و مسرت محسوس کرتے ہیں، حالانکہ قرآن سے دوری اللہ کی رحمت

۲۵ پر

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب مدظلہ کا بصیرت افروز خطاب

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کی دورۂ پاکستان کے موقع پر ملتان میں کی جانے والی تقریر کی آخری قسط۔ اس تقریر کی تین قسطیں ترجمان اسلام کے گذشتہ شماروں میں چھپ چکی ہیں۔ 'ادارہ'

"موت میں ضرورت سے زیادہ غم کرنے سے روکا گیا ہے"

تو موت کا ایک ہی پہلو نہیں کہ آدمی رنج کرتا رہے بلکہ رنج کرنے سے روکا بھی ہے۔ طبعی رنج جتنا ہو اس کا کوئی مضائقہ نہیں لیکن اس رنج کو پالنا، تازہ کرتے رہنا اس کو شریعت نے پسند نہیں کیا اور فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ

وہ ہم میں سے نہیں ہے جو موت کے غم میں بال نوچ ڈالے، رخسارے پیٹ ڈالے، چھاتی پیٹ ڈالے، اس لئے کہ موت آتی ہے بیدار کرنے کے لئے نہ کہ غافل بنانے کے لئے کہ آدمی اسی میں الجھ کر رہ جائے۔ موت آئی انا للہ پڑھا۔ اس کے بعد مرنے والے کے عمل کو جاری کیا۔ اپنے عمل کو جاری کیا۔ اپنی تیاری شروع کر دی تو موت بیداری پیدا کرنے والی چیز ہے نہ کہ غافل بنانے والی، تو بیداری جس سے پیدا ہو تو وہ نعمت ہے۔ مصیبت تھوڑا ہی ہے۔ مصیبت بنتی ہے اس کے لئے جس پر غفلت طاری ہو۔

"غافل عن الحق کو موت کے نام سے موت آتی ہے"

جو اللہ سے غافل ہو موت کا سبب لینا بھی گوارا نہیں کرے گا۔ ہر وقت اسی موڑ میں رہے گا۔ پھر اس میں سرکشی، تمرد اور بغاوت پیدا ہوگی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ فرعون کی عمر چار سو برس کی ہوئی۔ اس عمر میں کبھی بھی بیمار نہیں ہوا، کبھی بھی کوئی مصیبت نہیں دیکھی، تو کبر اور نخوت میں اپنے آپ سے باہر ہو گیا اور کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى یعنی میں سب سے بڑا رب ہوں اور موسیٰ علیہ السلام کی تحقیر و تذلیل کے درپے ہوا اور کہا

اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ (زخرف)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرے پیروں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ مصر کی حکومت میرے ہاتھ میں ہے۔ کرسیاں میری مضبوط ہیں اور میرے مخالفین کو تم عزت دار سمجھتے ہو جس کے کپڑے بھی ٹھیک نہیں۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام۔ تو توہین کے درپے ہوا۔

یہ کیوں ہوا توہین کے درپے۔ اس لئے کہ غفلت تھی اللہ سے تو غفلت والے کو موت کے نام سے بھی موت آتی ہے اور (فرعون کی) جب واقعی موت آنے لگی اور ڈوبنے لگا تو باآواز بلند کہا میں ایمان لایا موسیٰ علیہ السلام پر اور ان کے پروردگار پر جس کو فرمایا گیا

آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ (یونس پ ۱۱)

اب ایمان لایا جبکہ عالم غیب منکشف ہو گیا اور اب تک دنیا میں فساد برپا کرتا رہا، تو بعض روایات میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اس کے منہ میں ریت ٹھونس رہے تھے کہ ایسا نہ ہو یہ ایسے کلمات کہے کہیں نجات ہی نہ ہو جائے۔ بدبخت بخشا نہ جائے۔ ساری عمر تو مخلوق خدا کو پریشان کیا اور اب نجات پا جائے۔

ملائکہ علیہم السلام پر بھی غلبہ حال ہوتا ہے

اس سے معلوم ہوتا ہے ملائکہ علیہم السلام پر غلبہ حال کا ہوتا ہے، غلبہ محبت کا یا غلبہ عداوت کا، تو بہرحال جب غفلت طاری رہتی ہے اللہ سے بری رہتا ہے۔ جب بری رہے گا تو موت کو ناپسند کرے گا اور اگر غفلت کی بجائے بیداری اور قلب میں ذکر اللہ ہے تو اللہ سے قریب ہوگا اور موت کی تمنا بھی کرے گا اور وہ ذریعہ بنے گا قرب خداوندی کا۔ تو موت کا جہاں پہلو غم کا ہے وہاں خوشی کا بھی ہے جہاں دل بیٹھنے کا ذریعہ ہے وہاں دل کے ابھرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ اس واسطے دونوں پہلوؤں کی موت کے اندر رعایت رکھنی چاہئے۔ کوئی میت ہو گئی تو یہ نہیں کہ آدمی غم میں ڈوب کر آپے سے باہر نکل جائے، عقل سے بھی کام لے جو اس کے لئے نفع بخش ثابت ہو۔

میت پر جزع فزع سے

اس کو تکلیف پہنچتی ہے:

اگر غم میں بیٹھ کر آدمی نے بین کرنا شروع کیا تو میت کو کیا فائدہ پہنچا —؟ بلکہ میت کو تکلیف پہنچتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ

اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ

جب بین کر کے لوگ روتے ہیں تو میت کو تکلیف پہنچتی ہے اور ایذا پہنچتی ہے۔ یوں کر کے رویا جائے کہ واجبلاہ ہائے تو تو پہاڑ تھا تو ملائکہ کچوکہ لگاتے ہیں کہ کیا واقعی آپ پہاڑ تھے؟ وہ کہتے ہیں والشمساہ! کہ تو تو سورج تھا ملائکہ چبھوتے ہیں کہ کیا واقعی آپ سورج تھے؟ اس سے اذیت پہنچتی ہے میت کو تو رونا، بکاء، نوحہ، جزع، فزع یہ میت کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

میت ہونے پر کیا کیا جائے؟

پہلا کام:۔ اس واسطے حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ میت ہونے پر پہلا کام تو یہ ہے کہ صبر کرو اور انا للہ پڑھو۔

دوسرا کام:۔ دوسرا کام یہ ہے کہ اس کو نفع پہنچانے کی کوشش کرو تو وہ رونے سے نہیں پہنچتا۔ ثواب پہنچانے سے پہنچتا ہے۔ جس کے لئے ایصال ثواب ہوگا اس کے لئے باعث خیر و برکت ہوگا تو میت کے لئے ہمیں نافع بننا چاہیئے۔

مرنے والوں کے محاسن کا تذکرہ کرو:

اور میت کا نام آئے تو اس کے لئے فائدہ کا سامان پہنچانا چاہیئے۔ حدیث میں فرمایا گیا کہ "اذکروا محاسن موتاکم" اپنے مرنے والوں کی خوبیاں یاد کرو اور لوگوں کے سامنے بیان کرو، مرنے والوں کی برائیاں مت ذکر کرو۔ اس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ اگر اللہ نے بخش دیا ہے تو تم اگر برائیاں کرتے ہو اس سے کیا ہوتا ہے؟ تمہاری زبان گندی ہوگی۔ وہ تو مغفور ہو گیا جتنا ممکن ہو خوبیوں اور اچھائیوں کا ذکر کرو، تاکہ لوگوں کو اچھا کام کرنے کی رغبت پیدا ہو اور موت کی تمنا پیدا ہو تو بہر حال میت ہونے کے بعد دوسرا کام یہی ہے کہ طبعی رنج ہوتا ہے اس سے اللہ نے نہیں روکا، لیکن عقلاً روک دیا ہے کہ غم کو پالنے کے لئے مت بڑھاؤ۔

میت پر ضرورت سے زیادہ غم کرنا

رسمی ہوتا ہے حقیقی نہیں:

وہ رسمی غم ہوتا ہے جس کا زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی بڑا آدمی مرجاتا تھا تو وصیت کر کے جاتا تھا کہ مجھے چھ مہینے رویا جائے، مجھے برس تک رویا جائے تو باندیاں کرائے پر رکھتے کہ انہیں رونے کی مشق ہوتی ہے جہاں گردن جھکائی اور ٹپ ٹپ آنسو گرنے شروع ہو گئے، تو کرایہ پر جہاں رونے والی رکھی جاتی ہوں، جہاں انہوں نے دیکھا کہ کوئی تعزیت کے لئے آیا یا کوئی نیا آدمی آیا وہاں انہوں نے گھبرا بنایا اور رونا شروع کیا کہ واجبلاہ، والشمساہ۔ واقمراہ۔ ہائے تو تو پہاڑ جیسا تھا وغیرہ۔ بیٹھی رو رہی ہیں تو راہگیر کہتے تھے کہ کوئی بڑا آدمی مرگیا ہے جو چھ مہینے گذر گئے ہیں اور اب تک رویا جارہا ہے۔ تو یہ علامت بھی بڑے ہونے کی۔

ظاہر بات ہے کہ یہ رونا کوئی حقیقی رونا تھوڑا ہی ہے۔ یہ تو رسمی اور بناوٹی رونا تھا۔ اسلام نے تصنع اور بناوٹ نہیں سکھلائی۔ حقیقت تبلائی ہے کہ محض تصنع اور بناوٹ سے کوئی کام کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا طبعی غم ہو اس کا مضائقہ نہیں لیکن عقلی طور پر غم کو پالنا اور بڑھاتے رہنا زمانہ جاہلیت کی رسم تھی۔ اسلام نے یہ رسم نہیں رکھی۔ اس نے تو یہ سیدھی بات تبلادی کہ جب کوئی انتقال کرے تو صبر جس سے آئے وہ پڑھو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آیت استرجاع میں عقلاً و

طبعاً صبر کی تعلیم ہے:

اس آیت میں صبر اور تسلی کا پورا سامان موجود ہے۔ جب آدمی نے یوں کہا کہ انا للہ کہ ہم سب اللہ کی ملک ہیں تو اس سے عقلی طور پر صبر آگیا کہ جب ہم اللہ کی ملک ہیں تو اپنی مملوک میں وہ جو چاہے تصرف کرے۔ چاہے اٹھائے، چاہے دنیا میں زندہ رکھے۔ ہم کون ہیں اس میں دخل دینے والے؟ اس سے صبر آجائے گا عقلی طور پر کہ ہم مملوک ہیں اور مالک کو اختیار رہے کہ اپنی مملوک میں جو چاہے کرے۔ مگر طبعاً ابھی تک گھٹن موجود تھی، طبعی رنج بھی ہوا تھا تو دوسرے جملہ میں اس کا علاج تبلایا۔ فرمایا "وانا الیہ راجعون" کہ جب ہم بھی وہیں جائیں گے ملاقات ہو جائے گی۔ ہمیشہ کے لئے تھوڑا ہی جدائی ہوئی ہے تو انا للہ کے لفظ سے عقلاً اور انا الیہ راجعون سے طبعاً بھی صبر آجاتا ہے۔ دعا اس لئے تبلائی گئی تاکہ صبر و تحمل کے ساتھ اپنے عمل میں لگیں، فکر آخرت میں لگیں، غم میں نہ گھلیں بیٹھ کر ...

.... (فارسی کا عربی کا ایک شعر جس کا ترجمہ یہ تھا کہ) اگر رونے سے مرنے والا واپس آجایا کرتا تو ہم ہزار برس رو لیا کرتے مگر وہ واپس آنے والا نہیں ہے۔ جو گیا سو گیا اب اس جہان میں دوبارہ آنے والا نہیں ہے۔ اب تو ملاقات ہوگی تو اس جہان میں ہوگی یہ جہان بھی ختم ہو جائے گا۔

مومن اور کافر کا موازنہ:

مومن کو تو ہر وقت آس لگی ہوئی ہے کہ اپنے عزیزوں سے ملوں گا۔ دوستوں سے ملوں گا اور فلاں فلاں سے ملاقات ہوگی۔ کافر جس نے ساری زندگی اسی دنیا کو سمجھا ہے یا برس وہ ہے۔ مسلمان نہیں، اس لئے کہ اسے کوئی تمنا نہیں ہے تو بہر حال اسی کلمہ (انا للہ وانا الیہ راجعون) سے صبر آجاتا ہے۔

اختتامِ تقریر:

تو میں نے عرض کیا تھا کہ اس وقت نہ کوئی جلسہ تھا نہ کوئی وعظ کہنا مقصود تھا نہ کوئی تقریب مقصود تھی۔ تعزیت مقصود تھی۔ اور تعزیت ہنگاموں کو نہیں چاہتی۔ یہ ہمارے مولانا (محمد شریف صاحب) (مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان) نے بیٹھے بٹھائے خواہ مخواہ آپ لوگوں کو تکلیف دی۔ میں تعزیت کے لئے حاضر ہوا تھا تو تعزیت کر کے ...... واپس ہو جاتا۔ لیکن بہرحال جب آپ حضرات تشریف لے آئے اور آپکا کرم ہوا اور ہماری سعادت ہوئی کہ اتنے بھائیوں کی زیارت نصیب ہو گئی۔ اتنے بھائیوں سے ملنا ہو گیا تو مجمع کی ہیئت ایسی بن گئی کہ آپ سامنے بیٹھ گئے مجھے اس کرسی پر بٹھلا دیا اور سامنے لاؤڈ سپیکر رکھ دیا تو خواہ مخواہ کچھ بولنا ہی پڑتا ہے۔ یہ ہیئت مقتضی ہوئی کہ کچھ نہ کچھ کہا جائے۔ اس لئے میں نے وہی چند کلمے کہے جو آنے کے مقصد سے متعلق تھے اور وہ مقصد تھا تعزیت۔ تو تعزیت ہی کے سلسلہ میں کچھ موت کا ذکر، کچھ موت کے پہلوؤں کا ذکر، کچھ مولانا (خیر محمد صاحب) مرحوم کی خیر و خوبی کا ذکر کچھ ان کے پسماندگان کا ذکر اور ان کے خلفاء کا ذکر۔ یہی چیزیں تعزیت میں آسکتی تھیں اسی لئے چند جملے عرض کئے گئے۔ حق تعالیٰ شانہ صبر کی توفیق دے اور مولانا مرحوم کا نعم البدل ہمیں زیادہ سے زیادہ عطا فرمائے اور ان کا جو کام تھا حق تعالیٰ اس کو جاری ساری رکھے۔

اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ضروری نوٹ:

ہمارے ہاں یہ بات ہمارے قومی مزاج میں داخل ہو چکی ہے کہ ہر دو اردے سے مصافحہ کو ضروری سمجھتے ہیں اور اس میں دوسرے کی راحت کا خیال پیش نظر نہیں رکھا جاتا حالانکہ نظم و ضبط مسلمان کا امتیازی نشان تھا۔ حضرت قاری صاحب مدظلہ العالی تقریر فرما چکے تو ایک اژدھام اسٹیج کی طرف امڈ آیا اور مصافحہ کی کوشش میں ادب و احترام اور ایذا مسلم کا بالکل پاس نہ رہا بلکہ ایک دھینگا مشتی کا عالم تھا جو نہایت قابل افسوس تھا اور خصوصاً ایسے مجمع میں جہاں علماء کرام اور طلباء مدارس عربیہ کی ایک کثیر تعداد تھی لیکن بایں ہمہ وہ سب کچھ ہوا جس کی توقع کم از کم تعلیم یافتہ اصحاب سے نہ تھی۔ حضرت قاری صاحب مدظلہ العالی نے مجمع کی اس پراگندہ حالت دیکھ کر نظم و ضبط کی تعلیم فرمائی۔ اس کے باوجود حضرت قاری صاحب مدظلہ کو اسٹیج سے اپنے کمرہ تک رسائی میں انتہائی دقت اور دشواری پیش آئی جس کے لئے سب منتظمین اپنی اپنی جگہ معذور تھے۔ یہ چند کلمات بھی چونکہ ہمارے قومی مزاج کی اصلاح کے لئے آپ نے ارشاد فرمائے تھے ذیل میں رقم کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ اس پر عمل کی کوشش کی جائے گی۔

بحیثیت مسلمان ہونے کے آداب شرعیہ اختیار کریں۔ آپ کے اندر نظم ہونا چاہئے مصافحہ باعث برکت چیز ہے اور بہت خیر کی چیز ہے۔ اس پر اجر کے وعدے کئے گئے ہیں۔ فرمایا گیا ہے کہ دو مسلمان جب مصافحہ کرتے ہیں اور دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ آجائے تو ہاتھ جدا نہیں کر پاتے کہ دونوں کے گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ تو مصافحہ بڑی باعث برکت چیز ہے۔ مگر ہر اطاعت کے اندر یہ شرط ہے کہ دوسرے کو اذیت نہ پہنچے تکلیف کا سامان نہ ہو۔ ایذا رسانی حرام ہے اور مصافحہ کرنا فرض نہیں تو ایک مستحب کے لئے ایک مکروہ چیز کا ارتکاب کرے یہ غلط بات ہے۔ لوگ جو مصافحہ کے لئے دوڑتے ہیں، یہ طریقہ آداب اسلامیہ کا نہیں ہے۔ اسے بالکل ترک کر دیا جائے اور پھر اس طریق سے ہاتھا دھاپی جس سے مصافحہ کرتے ہیں وہ بھی عاجز آجائے — یہاں ہم پاکستان میں عاجز ہوئے تو قاعدے سے تو ہم پولیس کی حراست میں تھے اور ان کی نگرانی میں تھے اور اب قوم کی حراست میں ہو گئے کہ جب تک حلقہ نہ بنے تو دھکم دھکیل نہیں جاسکتی۔ یہ کیا واہیات ہے؟ یہ مصافحہ ہے؟ یہ تو ایذا پہنچانا ہے اس لئے کوئی صاحب مصافحہ کی تکلیف نہ کریں۔ جب میں اٹھوں تو راستہ دے دیں۔ یہ مصافحہ خیر و برکت نہیں ہوگا جس میں اذیت پہنچے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ** مسلمان وہ ہے جس کی زبان سے جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ ہو تو یہ ہاتھ سے تکلیف پہنچانا ہے

آپ حج کو جاتے ہیں حجر اسود کا بوسہ یا تو مستحب ہے یا واجبات میں سے ہے؟ مگر جب دوسرے کو تکلیف پہنچے تو شریعت نے جائز دی ہے کہ اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے اس کو چوم لے۔ یہ مصافحہ ہو گیا۔ ہاتھ بھی نہ اٹھا سکو تو لکڑی سے اشارہ کرو۔ یہ کافی ہو گیا۔ وہاں تو مصافحہ واجب تھا اس کے لئے بدل رکھا اور یہاں تو واجب بھی نہیں ہے اس واسطے خواہ مخواہ دوسروں کو اذیت پہنچانا آپا دھاپی اختیار کرنا۔ اجر تو اجر اس پر تو وبال ہوگا۔ اس لئے کوئی صاحب مصافحہ کا ارادہ نہ کریں اور میں ویسے بھی کمزور ہوں ضعیف اور بیمار بھی ہوں۔ خود کو تحمل نہیں کہ ایک ہزار آدمیوں سے مصافحہ کروں۔ ہر ایک تو ایک دفعہ کرے گا۔ مجھے ایک ہزار مرتبہ ہاتھ اٹھانا پڑیں گے۔ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے اس لئے بس جب اٹھوں تو راستہ دے دیجئے۔

رپورٹنگ: حافظ بشیر احمد چیمہ

قوم کو فرقہ وارانہ جنگ میں الجھانے کی سازش ناکام بنا دیں۔

آزادی کشمیر کے لئے نئی نسل میں جذبہ جہاد کو بیدار کرنا ضروری ہے۔

مظفر آباد میں پرہجوم استقبالیہ سے مولانا زاہد الراشدی کا خطاب

مظفر آباد: جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے علماء کرام اور دانشور طبقہ سے اپیل کی ہے کہ مختلف طبقوں اور فرقوں کے درمیان اتحاد اور یکجہتی کی فضا کو برقرار رکھنے کے لئے مشترکہ جدوجہد کریں اور ان عناصر کی سازش کو ناکام بنا دیں جو قوم کو فرقہ وارانہ جنگ میں الجھا دینا چاہتے ہیں۔

آپ ۱۲ جولائی کو آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ریڈ بو ہوٹل میں جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ آزاد کشمیر کی ایک پرہجوم استقبالیہ سے خطاب کر رہے تھے۔ استقبالیہ میں علماء کرام، ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے وکلاء، سیاسی راہنماؤں اور طلباء کے علاوہ سینکڑوں شہریوں نے شرکت کی۔

مولانا زاہد الراشدی نے کہا اندرونی و بیرونی خطرات کے پیش نظر اس وقت پہلے سے زیادہ اتحاد اور ہم آہنگی کی ضرورت ہے مگر کچھ نادان دوست گروہی مفادات کی خاطر ملک میں فرقہ وارانہ کشمکش کو فروغ دینے کی کوشش کر رہے ہیں جس کا فائدہ لادین عناصر اور دین دشمن قوتوں کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان لوگوں کی مسلسل حوصلہ شکنی کی جائے جو اس طریقہ سے لادین عناصر کی تقویت کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔

آپ نے یوم شہداء کشمیر کا ذکر کرتے ہوئے آزادی کشمیر کی خاطر خون کا نذرانہ پیش کرنے والے شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ کشمیری قوم کے ان نامور سپوتوں نے جس عظیم مقصد کے لئے قربانیاں دی ہیں اس مقصد کی تکمیل ابھی باقی ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ جذبۂ جہاد اور آزادی کے ولولہ کو باقی رکھا جائے اور بالخصوص نئی نسل میں جہاد اور آزادی کا جذبہ بیدار کرنے کے لئے منظم جدوجہد کی جائے۔

آپ نے کہا فکری اور ذہنی محاذ پر قوم کو جہاد کے لئے تیار رکھنا آخری مورچہ اور دفاعی لائن ہوتی ہے اور جو قوم اس محاذ پر بھی قائم نہ رہ سکے اور نئی نسل میں آزادی اور جہاد کا جذبہ برقرار نہ رکھ سکے وہ عملاً شکست سے دوچار ہوتی ہے۔ اس لئے کشمیری راہنماؤں بالخصوص علماء کرام کا فرض ہے کہ نئی نسل کو ماضی سے منسلک رکھنے اور جہاد کا جذبہ ان میں باقی رکھنے کے لئے منظم اور نتیجہ خیز جدوجہد کریں۔

ایک سوال کے جواب میں آپ نے کہا کہ جمعیۃ علماء اسلام کا نقطۂ نظر شروع سے یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی سیاسی انفرادیت اور تشخص کو قائم رہنا چاہیئے اور پاکستان کی کسی سیاسی جماعت کو ایسا کوئی اقدام نہیں کرنا چاہیئے جس سے آزاد کشمیر کے سیاسی تشخص پر کوئی زد پڑتی ہو۔ استقبالیہ کے اختتام پر مولانا زاہد الراشدی کی تحریک پر شہداء کشمیر کو ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اور آزادی کشمیر کی تحریک کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔

جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ آزاد کشمیر کے صدر مولانا قاری عبد المالک نے استقبالیہ میں مولانا زاہد الراشدی کے دورۂ مظفر آباد کا خیر مقدم کرتے ہوئے انکا شکریہ ادا کیا۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد مدرسہ اشاعت القرآن شاہ نارڑا مظفر آباد میں علاقہ کے ممتاز علماء کرام اور دینی کارکنوں کے ایک خصوصی اجتماع میں مولانا زاہد الراشدی نے علاقہ کی دینی، سیاسی، اور مسلکی صورتحال پر تبادلۂ خیالات کیا اور اس امر کو انتہائی افسوسناک قرار دیا کہ آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد میں درسی نظام کا کوئی مدرسہ نہیں ہے۔ آپ نے علماء کرام سے گذارش کی کہ اس امر کی طرف خصوصی اور فوری توجہ دی جائے۔

۱۳ جولائی کو "یوم شہداء کشمیر" کے موقع پر مدرسہ اشاعت القرآن میں شہداء کو ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کی تقریب ہوئی۔ جس کے بعد مولانا قاری عبد المالک نے خصوصی دعا کرائی۔ بعد ازاں مولانا زاہد الراشدی نے مسلم کانفرنس کے علیل راہنما خواجہ محمد عثمان کی عیادت کی اور مظفر آباد کا کامیاب دورہ مکمل کر کے واپس راولپنڈی روانہ ہو گئے۔

جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کے مرکزی ناظم مولانا قاری محمد نذیر فاروقی اور جمعیۃ علماء اسلام تحصیل وزیر آباد کے ناظم اطلاعات راقم الحروف بھی اس دورہ میں آپ کے ہمراہ تھے۔

حافظ عبد الحمید امیر تحصیل ٹو[illegible]نگھ کی والدہ عرصہ سے علیل ہیں [illegible] صحت [illegible]

کمیونزم کے خطرہ کو روکنے کے لئے غربت کا خاتمہ کرنا ہوگا۔

قادیانیت کے فتنہ کو سر اٹھانے سے پہلے ہی کچل دیا جائے۔

حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی سے محمد جمیل کا انٹرویو۔

کراچی میں منعقدہ پہلی ایشیائی کانفرنس میں بھارت کے مندوب جمعیت علمائے ہند کے صدر حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی نے شرکت کی۔ وہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے دیوبند میں اپنی تعلیم مکمل کی اس کے بعد علمی مشاغل کے ساتھ جمعیۃ علمائے ہند کے لئے کام کرنا شروع کیا۔ پہلی اسلامی ایشیائی کانفرنس کے اختتام پر مولانا نے ایک خصوصی انٹرویو دیا جو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

سوال :- اس کانفرنس سے آپ کی کیا توقعات وابستہ ہیں؟ اکثر و بیشتر کانفرنس کے انعقاد کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

جواب :- یہ بات آپ کس طرح کہتے ہیں کہ کانفرنس سے فوائد حاصل نہیں ہوتے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کانفرنسوں کے انعقاد سے کوئی شخصی فائدہ تو مقصود نہیں کہ پتہ چلے کہ فائدہ ہو رہا ہے۔ اس میں اجتماعی کام ہوتے ہیں اور اجتماعی طور پر اس کے اثرات بھی محسوس ہوتے ہیں۔ کانفرنس کا مقصد رائے عامہ کو بیدار کرنا۔ لوگوں کو جدید مسائل سے روشناس کرانا اپنے برادر ملکوں کے حالات کا علم ہونا ان کے مسائل سے واقفیت حاصل کرنا ایک دوسرے کو تقویت پہنچانا اجتماعی طور پر لوگوں کو مذہبی پابندی قبول کرنے پر آمادہ کرنا اور لوگوں کو گمراہی کے راستہ سے روکنا اور یہ چیزیں کچھ نہ کچھ حاصل ہو جاتی ہیں۔ ملک کی فضا اور حالات تبدیل ہو جاتے ہیں ایک دوسرے سے محبت اور اخوت میں اضافہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے مسائل سے واقفیت ہو جاتی ہے اور ایک لائحہ عمل طے ہو جاتا ہے۔ اب اگر اس پر عمل درآمد بھی کیا جائے تو اس سے بھی بہتر نتائج ثابت ہوں گے اور یہ بھی بہر حال عظیم فائدہ ہے کہ اس سے مخالف رجحانات کا سدباب ہوتا ہے۔

س :- موجودہ دور میں معاشرہ کی حالت انتہائی بگڑ چکی ہے اور معاشرہ روز بروز اسلام سے دور اور انحطاط کی طرف جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟

ج :- بنیادی طور پر اگر یورپ کی مرکزیت اور محبوبیت ختم کی جائے اور اس کی اندھی تقلید جو کہ ہمارے نوجوانوں کا وطیرہ بن چکا ہے اور اندھا دھند ان کے پیچھے چلے جا رہے ہیں اور اس سلسلہ میں نفع اور نقصان کسی طرف توجہ نہیں دیتے اس کو ختم کیا جائے اور اپنی رسم و رواج اور معاشرت اسلامی کو فروغ دیا جائے۔ اور پرائمری سکول سے لے کر یونیورسٹی کے درجہ تک نظام تعلیم میں صحیح دینی اور اسلامی اخلاقی تعلیم کو ہر اسٹیج پر کافی مقدار میں رائج کیا جائے اور محض مادہ پرستی جو کہ ہم لوگوں کی بنیاد بن چکی ہے اس کو دور کیا جائے اور جو لوگ کسی بھی درجہ میں ہمارے مقتداہوں اور ہمارے معاملات کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں موجود لوگ دینی، سیاسی، اخلاقی اور دنیاوی طور پر اپنی زندگی کو اخلاص کے ساتھ بدلنے پر تیار ہو جائیں اور اسلامی اخلاق اور معاملات کو اپنا لیں تو اس سے عوام اور قوم پر بہت ہی اچھا اثر پڑے گا اور اس طریقے سے معاشرہ کی خود بخود اصلاح ہو جائے گی جب تک ہمارے مقتدا صحیح سمت پر نہیں چلیں گے اس وقت تک قوم اور عوام سیدھی راہ پر نہیں لگ سکتے۔

س :- اس وقت عالم اسلام کے لئے شدید خطرہ جو لاحق ہو رہا ہے وہ کمیونزم کا خطرہ ہے کہ وہ ہر طرح سے لٹریچر ابلاغ ذرائع اور طاقت کے ذریعہ مسلمان قوموں کو اپنے زیر تحت لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی کیا تجاویز ہیں؟

ج :- اصل میں کمیونزم جو آتا ہے وہ روٹی کپڑا اور مکان کا دلفریب نعرہ لگا کر آتا ہے اور اس کا اصل شکار غریب اور فاقہ کش اور محنتی لوگ ہوتے ہیں اور یہ سرمایہ دار اور خوشحال طبقہ کی عیاشی اور مستی کی زندگی دکھا کر ان غریب لوگوں میں انتقام کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ چونکہ کمیونزم

ایک مستقل نظریہ کی صورت میں آتا ہے اس لئے اس کی راہ میں جو مذہب بھی رکاوٹ یا خطرہ کا سبب بن سکتا ہے وہ اس پر وار کرتا ہے۔ لوگوں کے ذہن سے مذہب کی جڑ اکھاڑنے کی کوشش کرتا ہے اور غریب لوگوں کو یقین دلاتا ہے کہ مذہب استحصال کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نظریہ کمیونزم کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس لئے اس کمیونزم کے سیلاب کو روکنے کے لئے جہاں مذہبی رجحانات اور دینی معاشرہ قائم کرنے لوگوں کے ذہن سے خالص مادہ پرستی کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی بہت ضروری ہے کہ بے انتہا امیری اور بے حد غریبی کے درمیان فاصلے کی حد کم کی جائیں بے حساب سرمایہ داری اور جاگیرداری اور ان کی تعیش پسند زندگی اور ان کے مظالم کی روک تھام کی جائے۔ اگر یہ کام نہ ہوا اور حالات اسی طرح چلتے رہے تو کب تک ان غریب لوگوں کو صرف فتوئ اور مذہب کے نام سے گمراہ ہونے اور کسی دوسرے نظریہ کی گود میں جانے سے روکا جا سکے گا۔ کمیونزم کا خطرہ صرف اسی وقت ختم کیا جا سکتا ہے جب کہ غریب اور بھوکے عوام کو زندگی صحیح طور پر گذارنے کے اچھے مواقع فراہم کئے جائیں اور ان کی غربت اور افلاس کا خاتمہ کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں جلد ہی اقدام بہت ضروری ہے ورنہ بعد میں سوائے افسوس اور حسرت کے کچھ حاصل نہ ہو گا

س:- کمیونزم کے خطرہ کے بعد مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ قادیانیت کا ہے۔ پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد انہوں نے افریقہ، نائجیریا کے سادہ لوح مسلمانوں کو بہکانا شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے رابطہ کانفرنس میں کوئی تجویز پیش کی؟

ج:- یہ کام انفرادی طور پر ممکن نہیں۔ اس کے لئے رابطہ عالم اسلامی اور اس جیسی مقامی اور بین الاقوامی تنظیموں کو چاہیئے کہ موثر اقدامات کریں اور ان کا یہ اہم فریضہ ہے کہ وہ ابلاغ و ذرائع کے ذریعہ اور عام فہم لٹریچر کے ذریعہ اور اس سلسلہ میں جو حضرات کام کرتے ہیں، ان کی خدمات حاصل کر کے مسلسل جد و جہد اور منظم طریقہ سے اس فتنہ کا سدباب کریں۔ ان کے مراکز ہیں ان کے خلاف مراکز بنا کر کام شروع کرائیں۔ لوگوں کے ذہن سے ان کے مسلمان ہونے کا شبہ دور کریں۔ اگر اس سلسلہ میں کوتاہی کی گئی تو پھر فتنہ سر اٹھائے گا اور اس کا سدباب کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس وقت وہ نومولود کی حیثیت رکھتے ہیں یہ وقت ہے کہ ان کا سر اٹھنے سے قبل ہی کچل دیا جائے۔

س:- آپ نے اس سلسلہ میں کانفرنس میں کوئی تحریک اٹھائی؟

ج:- اس سلسلہ میں میں نے ایک ہی بات اٹھائی (مفتی احمد الرحمٰن مندوب کراچی پاکستان نے مفصل تحریک پیش کی کہ پاکستان میں جو ایک عظیم تحریک کے بعد ان کے خلاف غیر مسلم اقلیت کی قرارداد پاس ہوئی ہے۔ اس پر عملی طور پر اخلاص اور دیانت اور نیک نیتی سے عمل کیا جائے اور اس سلسلے میں کوئی بھی تاخیر نہ کی جائے۔ اگر اس کو عملی جامہ پہنایا گیا تو پاکستان میں یہ فتنہ اپنی موت آپ مر جائے گا اور دوسرے ممالک کے لئے بہت آسانیاں پیدا ہوں گی اور دوسرے ممالک اس کے نقش قدم پر چل سکیں گے اور اس کی تمیز کے لئے ضروری ہے کہ ان کے پاسپورٹ اور شناختی کارڈ پر غیر مسلم لکھا جائے تاکہ لوگوں کو ان کے مسلمان ہونے کا دھوکہ نہ ہو سکے۔ اگر اس پر عمل نہ کیا گیا تو صرف قرارداد سے کچھ حاصل نہ ہو سکے گا۔

ہندوستان میں تقسیم سے قبل یہ فتنہ بہت زیادہ تھا مگر وہاں حضرت شاہ انور کشمیریؒ اور دیگر علماء کرام کے مقابلہ کی وجہ سے ختم ہو گیا۔ اب آپ کی تحریک کے بعد سر ظفر اللہ نے متعدد آدمی یہاں سے ہندوستان بھیجے اور انہوں نے کلکتہ۔ حیدرآباد، کیرالہ کو اپنا مرکز بنایا ہے بہرحال ان سے ایسا شدید خطرہ اللہ کے فضل سے نہیں ہے۔

س:- عام رجحان یہ ہو گیا ہے کہ موجودہ معاشرہ کی صورتحال کے پیش نظر اسلام کا تعزیری قانون نافذ نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج:- اصل بات یہ ہے کہ اس کے لئے تدریجی عمل کی ضرورت ہے۔ تعزیری قوانین سے قبل پرائمری سے یونیورسٹی تک اسلام کی مکمل تعلیم ہر سطح پر ترتیب کے ساتھ دی جائے اور ساتھ تعزیری قوانین بھی نافذ کئے جائیں کیونکہ جب تک بچے کو کوئی چیز سکھلائی ہی نہ جائے اسے سزا کس بات کی دی جا سکتی ہے۔ دونوں چیزوں کو بیک وقت تدریجی طور پر رائج کیا جائے تاکہ کسی کو یہ بہانہ نہ رہے کہ مجھے اس چیز کی تعلیم ہی نہیں دی گئی۔ اس وقت نصاب میں اسلامی تعلیمات کا حصہ معمولی ہے۔ یہ صرف انگریزوں کی سازش تھی کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ایک معمولی سا حصہ رکھ دیا۔ ضروری ہے کہ اسلام کا ایک وافر حصہ نظام تعلیم میں رکھا جائے تاکہ کالج اور یونیورسٹی سے لڑکے مسلمان بن کر نکلیں، بہرحال دونوں چیزوں کا بیک وقت نفاذ ضروری ہے۔ اس بہانہ سے کہ معاشرہ ٹھیک نہیں، تعزیری قوانین کے نفاذ کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔

س:- عورتوں کی تعلیم کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

ج:- عورتوں کی تعلیم کی نہ میں مکمل حمایت کرتا ہوں اور نہ بالکل مخالفت۔ بات صرف اتنی ہے کہ اگر شریعت کے مصالح کے خلاف کام نہ ہو اور فساد اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اس کی تعلیم کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی جا سکتی۔

س:- مسلمانان ہند کے مذہبی حالات کے متعلق کچھ بیان فرمائیں گے؟

ج:- الحمدللہ مسلمانان ہند اس وقت دنیا کے تمام مسلم ممالک کے مسلمانوں میں اچھی پوزیشن رکھتے ہیں۔ وہاں کے مسلمان خلاف شریعت کام کرنے میں اب بھی ہچکچاتے ہیں سیاسی طور پر تو بہرحال اقلیت ہیں۔ اکثریت تو بن نہیں سکتے، بہرحال اتنی قوت اب بھی رکھتے ہیں کہ ان کے مطالبات کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ الحمدللہ آج ہم اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں ہمارے اسکول، سینکڑوں کی تعداد میں کالج اور ہزاروں کی تعداد میں مدارس اسلامیہ قائم

بقیہ صفحہ ۱۸ پر

ایم آئی ملتانی

اصغر خان کا اپوزیشن کردار



"شہر آباد نہیں ہوا، منگتے پہلے ہی پہنچ گئے"

وفاقی کابینہ کی تشکیل کا اِدھر اعلان ہوا اُدھر اصغر خان نے بھی اپوزیشن بنانے کا اعلان کر دیا۔ اصغر خان اپنے جذبۂ جرأت و مردانگی کے پیش نظر اتنا بھی نہ کر سکے کہ یہ انتظار کر لیا ہوتا کہ کابینہ کی تشکیل آخری مراحل سے گذر پاتی اور پھر اپنی کابینہ جو اپوزیشن کردار ادا کرتی اعلان کر دیا ہوتا۔ وفاقی وزیر مملکت جو عمر میں سب سے کم ہیں نوجوانی کے عالم میں "اپنے ضمیر" کی آواز کے مطابق جناب اصغر خان کو داغِ مفارقت دے گئے اور فوجی حکومت کے ساتھ تعاون فرمانا شروع کر دیا اور ساتھ بھی یوں دہرایا کہ میں نے تحریک کے سربراہ فضائی مارشل خان سے کہا تھا جو اب فضا سے ریٹائرڈ ہو کر "زمین بوس" ہو چکے ہیں کہ موجودہ حکومت سے غیر مشروط تعاون کرنا چاہیئے مگر وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ ان کی طرف سے یہ وضاحت تحریک سے روٹھ جانے پر تو آئی۔ کاش وہ اس نقطہ کو یوں کوتاہ نہ رکھتے اور تحریک میں شمولیت کے سلسلہ میں کوئی نکتہ رسائی بھی فرما دیتے۔

موصوف نے تو "ضمیر کی آواز" پر حکومت سے تعاون کی راہ اپنائی ہے۔ معلوم نہیں ان کے نزدیک تحریک میں شامل دیگر افراد یا تو کانوں سے محروم ہیں جو ضمیر کی آواز نہیں سنتے یا پھر ضمیر نامی شئے سے ناواقف ہیں کہ کوئی آواز ہی نہیں اٹھتی ورنہ وہ بھی حکومت سے تعاون کرتے اور تحریک جس کو استقلال نہیں ہے چھوڑ دیتے۔ موصوف اصغر خان کا اپوزیشن کردار ادا کرنے کے ارادہ کو جاوید ہاشمی صاحب کے تحریک کو چھوڑنے نے بھی شاید تقویت دی ہے کہ کسی اور جماعت کے کسی عہدہ دار نے ایسا نہیں کیا۔ بہرکیف اصغر خان نے اتنی جلدی اپوزیشن کا اعلان فرما دیا کہ ابھی شہر آباد نہیں ہوا منگتے پہلے پہنچ چکے ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ ان کا یہ عزم اس عزم سے مختلف ہو جو وہ بھٹو کے دور میں فرمایا کرتے تھے کہ اے اہل وطن! تم ۷ مارچ کو ووٹ ڈال کر گھروں میں نہ بیٹھ جانا۔ یہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ (بھٹو) ووٹ سے نہیں جائے گا لیکن ہم اس کو ۷۷ء کا سال اقتدار پر رہنے نہیں دیں گے۔ اپنے اس عزم کو تو وہ کوئی عملی جامہ نہ پہنا سکے تھے۔ آخرکار لوگوں کو ہی سب کچھ کرنا پڑا تھا۔

یہ بات بھی سمجھ نہیں آتی کہ ایک تو اصغر خان صاحب نے بانداز فخر یہ موجودہ مارشل لاء کی ذمہ داری قبول کی تھی تو اب اگر مارشل لاء والے حکومت چلانے کے لئے کوئی راستہ نکال رہے ہیں تو آنجناب برہمی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ یہ باتیں تو آپ کے ذمہ داری قبول کرنے سے قبل سوچنے کی تھی کہ کنوئیں میں اترنے سے پہلے سوچنا چاہیئے کہ باہر کیسے نکلنا ہو گا؟

اس سلسلہ میں ہمیں ایک حکایت "چھوٹے خان" کی عرض کرنی تھی۔ ویسے یہ چھوٹے خان فضائیہ کا ریٹائرڈ نہیں تھا۔ بلکہ یوں کہیے کہ بھلے دن غریب نے کم ہی دیکھے تھے اور جس طرح وہ خود زمین کا باشندہ تھا اس طرح باتیں بھی فضائی نہ کرتا تھا اور بڑھکیں ہانکنے کا تو سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس نے کہیں سن رکھا تھا کہ شادی کے جھنجھال سے دُور رہنا چاہیئے بنابریں وہ کسی سے شادی کا تذکرہ تک نہ کرتا اور اگر کوئی اس کو شادی کا مشورہ دیتا تو وہ اسے ملک دشمن وطن دشمن قرار دیتا اور قوم کے مفاد میں اس کو درست نہ سمجھتا۔ آخر تا کجے؟ لوگوں کا اصرار بڑھا کہ شادی تو بہت اچھی چیز ہے اس میں یہ فوائد ہیں، وغیرہ وغیرہ اس کو آمادہ کر لیا گیا۔ بالآخر شادی ہو گئی۔ نئی دلہن گھر آگئی۔ چند دن تو گزر گئے۔ وہ بھی خوش کہ یہ تو بہت اچھا ہو گیا۔ لوگوں نے شادی کو ایسے ہی بدنام کر رکھا ہے۔

اب دھیرے دھیرے شادی نے اپنے اثرات دکھانے شروع کئے۔ دلہن نے کہا گھر میں نمک نہیں، مرچ نہیں۔ آٹا نہیں، ہنڈیا کا سامان نہیں۔ کپڑا لاؤ فلاں کام رکا ہوا ہے۔ آپ نے اس بارے میں آج تک سوچا نہیں۔ سرکاری نل بند پڑا ہے۔ حتیٰ کہ مطالبات کا ایک طویل سلسلہ کہ اگر ان کو کاغذ پر لکھ کر دولہے میاں کے کندھے پر رکھ دیا جائے تو چودہ طبق روشن ہو جائیں اور دولہا میاں کو تلاش کرنے کے لئے بازاروں میں اعلان کرانا پڑے کہ ایک عدد دولہے میاں نام جس کا چھوٹے خان جن کی حال ہی میں شادی ہوئی تھی مطالبات کی فائل اٹھائے جا رہے تھے۔ کسی صاحب کو معلوم ہو وہ ایبٹ آباد پہنچا کر انعام اور آمد و رفت کا کرایہ بھی حاصل کریں اور شکریہ کا موقع بخشیں۔

بہرکیف دولہا میاں نے بیوی سے کہا دیکھو میں نے تم سے شادی کی ہے اور نکاح کے وقت صرف تمہیں قبول کیا تھا۔ آٹا، مرچ۔

نمک۔ گھی۔ کپڑا لاکر دینا قبول نہیں کیا تھا۔
اسی لئے عزت سے رہو ورنہ پھر گزارا مشکل ہے
اور اگر تم نے اسی طرح مجھے تنگ کرنا ہے تو پھر خدا
کرے یا میں مرجاؤں اور یا۔۔۔۔

راوی کا بیان ہے کہ دونوں میاں بیوی میں یہ تونکار ہو رہی تھی کہ اس کی آخری کڑی یا۔۔۔ پر آکر ٹوٹی۔ دلہن نے سمجھ لیا کہ مطالبات بھی ماننے ہوں گے۔ اور یہ جو تم کہہ رہے تھے کہ "یا میں مرجاؤں اور یا۔۔۔" یہ اس دوسری "یا" کا کیا مطلب ہے ذرا بتادو۔؟" اس نے کہا آپ تو ناراض ہوگئیں بس زبان سے بات کیجئے گا۔ ہاتھ ہلانے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ جو لٹھ لے رکھا ہے اس کے تو تصور کی بھی ضرورت نہیں۔ اور مسئلہ حل ہوگیا ہے۔ یعنی یہ کہ یا میں مرجاؤں اور یا بھی پھر میں ہی مرجاؤں۔

شادی تو دھوم دھام سے کی اور ایک عدد سہرا بھی لکھا گیا تھا مگر اب نمک مرچ اور اس کے لوازمات کے مطالبات سامنے آئے تو میاں نے اپوزیشن بنانے کا ارادہ کیا۔ ادھر حزب ثانی نے ڈنڈا اٹھایا بس سارے ہی تصورات ختم ہوگئے "کہ تو بھی قبول ہے اور نمک مرچ بھی قبول ہے۔ توبہ بھلی جو پھر اپوزیشن کا نام لوں۔

ہمارے خیال میں اصغر خاں صاحب کو چاہئے کہ ان کے پاس بھی تحریک کے زمانے کا وافر مقدار میں فنڈ موجود ہے۔ ہر وفاقی اور صوبائی وزیر کے مقابلے میں ایک ایک اپوزیشن مشیر نامزد کردیں تاکہ بات صرف فضائی ہی نہ ہو لیکن ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ تادم آخر یہ سارے پختہ رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آخر میں پھر یہ بھی چھوٹے خان کی طرح کہہ دیں کہ "یا بھی پھر میں ہی مرجاؤں" اگر خدا نے کیا تو جماعت کے لئے یعنی "اپوزیشن تحریک" کے لئے خود جماعت میں بہت سے لوگ بھرتی کرنے پڑیں گے، اس لئے کہ خود جماعت میں ہی ابھی دو، اور دو چار میں سے ڈیڑھ نکال کر اڑھائی عدد ہی تو ہیں۔ خدا نے کیا تو سارے عہدے وافر مقدار میں موجود رہیں گے۔

اصغر خاں صاحب جس وقت بھٹو کے خلاف اپوزیشن اسمبلی سے باہر ادا کرتے تھے اور خدا نے کیا اب پھر ان کو اسمبلی سے باہر ہی ادا کرنا ہوگا۔ یہ تو مماثلت موجود ہے۔ مگر ہماری گذارش ہے کہ ان دنوں بھی آپ بھٹو کے بالمقابل اسی ہنڈبول کے گورکھ دھندے میں الجھے رہتے تھے اور عوام کو بتلایا کرتے تھے کہ اتنا کروڑ روپیہ فلاں جگہ برباد ہوا۔ لاکھوں روپے کا ضیاع اس طرح ہوا۔ اب بھی آپ نے یہی کام کرنا ہوگا اور اسی طرح اعتراضات کی بوچھاڑ کرنی ہوگی یعنی یہی کہ مسلم لیگ کو دو کروڑ روپے کا فنڈ نہ دیا جائے۔ یہ آئندہ انتخاب میں جیت جائے گی لیکن اب آپ کے پاس بھی کچھ ہنڈ سے ہیں جن کو اتحاد کے فنڈ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور جو آئے تھے قوم کے لئے مگر راستہ بھول گئے اور آپ کے ہاں آگئے۔ آپ نے اس کو سمجھا دیا کہ یہ قوم باشعور نہیں، اس لئے کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ بس میرے ہی دم قدم سے تمہاری زندگی کا راز ہے۔ اس لئے یہیں رہو۔ یہ تو ہم نہیں کہتے کہ آپ نے بردہ فروشوں کی طرح اس کو اغواء کرلیا۔ مگر مشہور ہے کہ پیسہ از خود منافق ہے اس لئے دن بھر میں ہزاروں جیبوں میں جاتا رہتا ہے اور ہر ایک سے ہی اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ بہرحال اچھا ہوا جو وہ آپ کے پاس رہنے لگا۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنی حیثیت کو ایک نہ ایک روز ضرور کھو بیٹھے گا بس اس کو ذرا تحریک کرتے رہئے۔ ہو سکتا ہے یہ بھی ایک سبب ہو آپ کے اتحاد سے نکلنے کا ورنہ روپیہ دینا پڑتا۔

بس اب ایک اور گذارش ہے کہ آپ اس اپوزیشن کردار پر استقلال سے کام فرمادیں تو شاید آپ کچھ کامیاب ہوجائیں اور اگر آپ نے اپنی سابقہ سیاسی زندگی کی طرح کبھی جماعت توڑ اور نام تبدیل کرا اور کبھی کسی جماعت سے تعاون اور اتحاد اور قومی اتحاد اور کبھی تنہا پرواز، اگر آپ نے یہ سلسلہ شروع کیا تو آپ بالکل کامیاب نہ ہوسکیں گے اور آپ کا ستارہ مزید گردش کرنے لگے گا۔ لیکن ایسا ہوگا نہیں اسلئے کہ تحریک استقلال جو دو متضاد لفظ کی ایک جماعت ہے اسلئے حرکت اور استقلال دونوں کسی درجہ میں متضاد ہونے ہیں۔۔۔ کے پاس اور سب کچھ ہو تو ہو مگر استقلال نہیں ہے۔

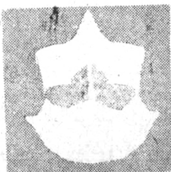
بقیہ:- انٹرویو

ہیں۔ اب مسلمان سکھ اور چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مستقبل میں انشاء اللہ اور زیادہ ترقی کریں گے۔

س:- مسلمانانِ پاکستان کے لئے پیغام!

ج:- مسلمانانِ ہند کو اللہ تعالےٰ نے پریشانی میں مبتلا کرکے امتحان میں ڈالا۔ اللہ کے فضل سے وہ اس امتحان میں کامیابی سے گزر رہے ہیں۔ لیکن مسلمانانِ پاکستان کو اللہ تعالےٰ نے ایک عظیم نعمت دے کر امتحان میں ڈالا ہے۔ اب اگر اس نعمت کا عزوران کو اس غلطی میں ڈال دے کہ ہم تو مسلمان ہیں اور ہم نے اسلام کے نام پر الگ ملک حاصل کر لیا ہے "اب اس پر عمل کرنے اور اسلامی اخلاق کو اپنانے اور بغاوت اور حرام سے بچنے اور فرائض اور واجبات کی رعایت کرنے، جھوٹ، چوری، ڈاکہ، بدمعاشی، زناکاری سے دور رہنے کی ضرورت نہیں۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ حج کرادا کرنے کی ضرورت نہیں، فحاشی اور بے حیائی کو عام کیا جائے تو یہ عظیم غلطی ہوگی۔ خدا کے لئے اب بھی سنبھل جائیے اور اس عظیم نعمت کا شکر ادا کیجئے اور انفرادی اور اجتماعی زندگی میں خدا اور خدا کے احکام کو نہ بھولئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بڑی بڑی عظیم قومیں خدا کو ناراض کرکے تباہ و برباد ہوگئیں۔ اس لئے پاکستانی عوام اس وقت بڑے خطرے اور امتحان میں گھرے ہوئے ہیں۔ ان کی ذراسی غفلت اور بے پرواہی انہیں سخت بربادی اور تباہی سے دوچار کرسکتی ہے۔ اس لئے اب بھی وقت ہے اپنے خدا کو منا لیجئے اس کے احکام پر عمل شروع کرکے اللہ تعالےٰ کو راضی کیجئے اور تمام دنیا کے لئے ایک اسلامی معاشرہ کا مثالی نمونہ بھی پیش کیجئے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ ۱۰ جولائی ۷۸ء کراچی)





مولانا ابوالکلام آزادؒ کے خلاف مضمون

مکرمی!

۲۳ جون کو حضرت امام الہندؒ سے متعلق ایک روزنامے میں جو دلآزار مضمون شائع ہوا اگرچہ اس کے بعد ناکارہ کے جذبات (فوری اشاعت کی ضرورت کے خیال کے پیش نظر) پہلے ہی بعض جرائد میں شائع ہو چکے ہیں لیکن مولانا آزاد نوراللہ مرقدہٗ کی عظمت اس بات کی متقاضی ہے کہ ان کی قدآور شخصیت کو ہر ممکن طریقے سے خراج عقیدت پیش کیا جائے۔

مولانا آزادؒ کو حضرت شیخ الہند قدس سرّہ العزیز اور ان کے رفقاء اور تلامذہ بھی امام الہند کہتے تھے میرے بزرگوں کا امام الہندؒ سے قریبی تعلق رہا ہے اس لئے ان کے توسط سے مولانا آزادؒ سے متعلق معلومات مجھ ناکارہ کے حصے میں بھی آئیں۔ جن کے مطابق میں نے مولانا کو ایک ایسی ہستی پایا جو ایک نہیں کئی صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے اور جو اعمال صالحہ کی پابند تھی۔ مذکورہ دلآزار مضمون کی پرزور تردید یا مذمت کے ضمن میں پاکستان اور ہندوستان کی جلیل القدر مذہبی شخصیات کے بیانات کے بعد ان معترضین کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں، جو ہر دور میں اس تاک میں رہتے ہیں کہ ان کی قبیل کا کوئی شخص علمائے حق اور مجاہدین کے باب میں تازہ انکشافات کرتا رہے۔

عبید عبدالجلیل پوپلزئی

نبیرہ مولانا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی (مرحوم)

سیلاب زدگان کی امداد کی جائے:

مکرمی!

ہم آپ کے مؤقر ہفت روزہ کی وساطت سے جنرل ضیاء صاحب کی توجہ اپنے پس ماندہ علاقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے مسائل کی طرف دلانا چاہتے ہیں۔

تقریباً ایک ماہ سے ڈیرہ ... درابن کلاں روڈ سخت سیلاب کی وجہ سے معطل پڑی ہے۔ سڑکیں پہلے ہی سے ٹوٹی پڑی تھیں لیکن اب تو حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اب سیلاب ختم ہو جانے کے باوجود حکومت سرحد کی جانب سے کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ درابن کلاں تقریباً تیس چھوٹے بڑے شہروں کا تجارتی مرکز ہے لیکن اب تو خود اہل شہر بھی اشیاء خورد و نوش کے لئے ترس رہے ہیں۔ اس وقت حکومت کی طرف سے تجاہل عارفانہ کی سنت برابر ادا کی جا رہی ہے۔

۲۔ گرہ خان جو بہت بڑا دیہات ہے درابن ڈیرہ روڈ پر واقع ہے۔ سیلاب کی وجہ سے سارا شہر غرق ہو گیا۔ کثیر مالی اور جانی نقصان بھی ہوا ہے۔ رات دو بجے شہر میں پانی گھس گیا۔ صبح سویرے مولانا قاضی خادم محمد صاحب کے حکم پر ہم لوگ تقریباً ایک ہزار آدمی کا قافلہ قاضی صاحب موصوف کی قیادت میں درابن سے گرہ خان سیلاب زدہ لوگوں کے پاس امداد کے لئے پہنچے۔ بہرحال جو امداد ہو سکی بھائیوں کی امداد دل کھول کر کی۔ لیکن بڑی افسوس کی بات ہے کہ تقریباً ایک ہفتہ گزر جانے کے باوجود حکومت کی طرف سے کوئی امداد نہیں پہنچائی گئی۔

منظر جانان و انیس الرحمٰن

درابن کلاں۔ ڈی۔ آئی۔ خان

بورنگ کو کام میں لایا جائے:

مکرمی!

ہمارا علاقہ ہادرکش ایک پس ماندہ علاقہ ہے جس میں پانی پینے کے لئے بھی نہیں ہے۔ تقریباً پندرہ میل سے پانی اونٹوں پر لانا پڑتا ہے۔ سابقہ دور حکومت میں ایک بورنگ کی منظوری ہوئی لیکن وہ ایسے بیکار پڑا ہے۔ کام نہیں کر رہا ہے' لہٰذا ہم حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ان پر توجہ دے۔ پھر ان بورنگ کے بہانے سے پی پی پی کے وہ بااثر آدمی عوام سے زبردستی رقم وصول کرتے ہیں۔ بورنگ کو دو سال ہونے کو ہیں۔ یہ ہر سال ایک سو بجری اور دیگر رقومات بیچارے غریب عوام سے وصول کر رہے ہیں کہ "ہم بورنگ لائے ہیں آپ ان کا خرچ برداشت کریں۔ [illegible] ال بر بھی حکومت کڑی نگاہ رکھے تاکہ عوام کو ان لٹیروں سے نجات مل سکے۔

مولوی عبداللہ جتک مدرس

مدرسہ انوارالعلوم زہری نور گامہ

براستہ قلات

قومی لباس اور سلائی کا بار:

مکرمی!

شلوار اور قمیص کو قومی لباس کا مقام دیا جا رہا ہے۔ ویسے بھی پاکستان میں ۷۵ فیصد عوام شلوار قمیص پہنتے ہیں مگر یہ قومی لباس بہت مہنگا ہے۔ ٹیلر ماسٹر دھاگے کی ایک ریل ساٹھ پیسے میں خریدتے ہیں مگر تیس پینتیس روپے سلائی لی جاتی ہے۔ قومی لباس کا کپڑا بھی گراں اور سلائی بھی گراں ہے۔ اس سلسلے میں میری پہلی گذارش ہے کہ ٹیلروں کی سلائی کے نرخ بھی خورد و نوش کی اشیاء کی طرح مقرر کئے جائیں امید ہے کہ متعلقہ حکام فوری توجہ فرمائیں گے۔

لطیف الرحمٰن

کمشنری بازار ڈیرہ اسمٰعیل خان

صوبہ سرحد

اسلامی نظام تعلیم نافذ کیا جائے:

میں آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ جہاں دوسرے اسلامی اقدامات کئے جا رہے ہیں وہاں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ فوری طور پر اسلامی نظام تعلیم رائج کیا جائے کیونکہ طلباء کی اسلام سے بے رغبتی کی واحد وجہ یہی ہے کہ اب تک لارڈ میکالے کا وضع کردہ غیر اسلامی نظام تعلیم ہے۔

لہذا فوری طور پر اسلامی نظام تعلیم رائج کرنے کا اہتمام کیا جائے اور اس کے ساتھ ہر تعلیمی ادارے میں اسلامیات بطور لازمی مضمون پڑھایا جائے۔

حامد علی، گورنمنٹ ڈگری کالج
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

ٹھیکیدار اور پانی کی کمی:

مکرمی!

ہم باشندگان عباسہ تحصیل لکی مروت ضلع بنوں اس جریدے کی وساطت سے متعلقہ حکام سے پُرزور اپیل کرتے ہیں:-

۱۔ کہ ہمارے علاقہ میں شہاب خیل سے پائپ لائن بچھائی گئی ہے اور پانی کا تالاب بھی مکمل ہو چکا ہے لیکن ابھی تک چھ، سات مہینے گذر چکے ہیں اور پانی کی سپلائی بالکل نہیں ہے۔ ہم لوگ اونٹوں اور گدھوں پر سخت گرمی میں میلوں دور سے پانی لاتے ہیں۔ لہذا باشندگانِ عباسہ موجودہ حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ہماری اس تکلیف و مصیبت کا سدِباب کیا جاوے۔

۲۔ ہمارے علاقے میں جتنے بھی عوامی ٹھیکے ہیں ان میں اکثر ٹھیکیدار پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں جو ہر جگہ موجودہ مارشل لاء حکومت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔

لہذا حکومت کو چاہیئے کہ وہ ایسے عناصر کے خلاف سخت کارروائی کرے اور ان کا کوئی جھوٹا عذر نہ سنے۔

۳۔ اسلامی کمیٹیوں کے بنائے جانے پر ہم موجودہ حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کمیٹیوں میں صاحب الرائے اور نیک سیرت افراد کا تقرر کیا جاوے تاکہ ان کمیٹیوں سے ان کا اصل مقصد پورا کیا جائے۔

ڈاکٹر مولانا حسین احمد
عباسہ تحصیل لکی مروت ضلع بنوں۔

ملک سے کفر و الحاد کے قلع قمع۔ کمیونزم و دیگر باطل نظریات کے خاتمہ کے لئے جمعیۃ علماء اسلام سے مکمل تعاون کریں۔

ہم اہل بلوچستان موجودہ حکومت سے فوری طور پر اسلامی تعزیرات و اصلاحات کے نفاذ کا مطالبہ کرتے ہیں۔

ہم اکابرین جمعیۃ حضرت مولانا **عبداللہ درخواستی** مدظلہ حضرت مولانا **مفتی محمود** مدظلہ کو اسلامی نظام کے لئے کی گئی کوششوں پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

مولوی عبدالرؤف مینگل، خیر محمد، محمد ابراہیم مینگل، حاجی نیک محمد، حاجی محمد موسیٰ، حاجی نور محمد، غلام نبی، عبدالکریم، عبدالخالق، مولوی محمد بلال، مولوی حسین احمد، حاجی عبدالغفور مینگل، اراکین جمعیۃ علماء اسلام تحصیل وڈھ ضلع خضدار (بلوچستان)

معاونت سازی کی مہم تیز تر کردی جائے (قائد طلباء میاں محمد عارف)

صوبائی پنجاب کی جمعیۃ کا تنظیمی کام تسلی بخش طریقے پر جاری ہے۔ (عبدالرؤف ربانی)

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر اور قائد طلباء میاں محمد عارف نے پورے پاکستان کی جمعیۃ کے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ آپ معاونت سازی کی مہم کو تیز تر کردیں۔ آپ نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ میری اطلاع کے مطابق معاونت سازی کی کاپیاں ضلعی ہیڈکوارٹر میں پہنچ چکی ہیں۔ آپ نے تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے اپنے ضلعی ہیڈکوارٹر سے کاپیاں حاصل کرکے اپنے علاقے میں پھیل جائیں۔ آپ نے کہا معاونت سازی جماعت کی افرادی قوت کا مظہر ہوتی ہے۔ اس لئے ہر کارکن کا فرض ہے کہ وہ اس مہم کو جہاں تک ہوسکے کامیاب بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ آپ نے اعلان کیا کہ سب سے زیادہ معاون بنانے والے کارکن کو مرکز کی طرف سے خصوصی انعام اور تعریفی سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے گا۔ آپ نے ضلعی کنوینرز اور معاونین کو خصوصی ہدایت کی ہے کہ آپ اپنی نگرانی میں معاونت سازی کی مہم کو پوری ذمہ داری کے ساتھ کامیاب کروائیں تاکہ جتنی جلد یہ کام مکمل ہوسکے اتنی ہی جلد ضلعی اور صوبائی انتخابات منعقد کروائے جاسکیں۔

صوبہ پنجاب:

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کی کنوینگ کمیٹی کے صدر جناب عبدالرؤف ربانی اور ان کے معاونین نے پورے صوبے کا ہنگامی تنظیمی دورہ مکمل کرلیا۔ دورے کے اختتام پر مرکزی دفتر میں صوبہ پنجاب کی جمعیۃ کے صدر جناب عبدالرؤف ربانی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں پورے صوبے کی تنظیمی صورتحال سے مطمئن ہوں۔ آپ نے کہا کہ میں اور میرے ساتھی جہاں کہیں بھی گئے وہاں کی جمعیت کے ساتھیوں نے ہمارا شاندار استقبال کیا۔ آپ نے کہا کہ پورے صوبے میں تنظیمی کام تسلی بخش طریقے پر جاری ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ مرکز کی طرف سے جو ذمہ داری میرے اور میرے رفقاء پر ڈال گئی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسے بحسن طریق سرانجام دینے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ دریں اثناء آپ نے اپنے ایک پیغام میں صوبہ کی جمعیۃ کے ساتھیوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ جلد از جلد معاونت سازی کی کاپیاں مکمل کرکے بمعہ فنڈز مرکزی دفتر ارسال کریں تاکہ معینہ مدت تک ضلعی اور صوبائی انتخابات مکمل کروائے جاسکیں۔

جیسا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ گذشتہ کئی دنوں سے مرکز کی طرف سے پورے پاکستان کی تمام جماعتوں کو ہدایت اور درخواست کی جارہی ہے کہ ہر ضلع کے ذمہ دار حضرات اپنے اپنے ضلع سے کم از کم تین ایسے افراد کے نام مرکزی دفتر ارسال کریں جو ضلع بھر میں جماعتی پروگرام کو پھیلانے اور آگے بڑھانے کے پوری طرح اہل ہوں تاکہ تنظیمی صورتحال بہتر بنائی جاسکے۔ اس سلسلہ میں صوبہ سرحد کی جمعیۃ کے تمام اضلاع سے ہمیں درج ذیل فہرست موصول ہوئی ہے۔ جوں جوں مکمل فہرستیں موصول ہوتی جائیں گی ہم انشاء اللہ اسے شائع کرتے جائیں گے۔ منجانب: ظہیر میر، مرکزی ناظم اطلاعات، جمعیۃ طلباء اسلام، پاکستان۔

تنظیمی کمیٹیاں برائے اضلاع (صوبہ سرحد)

۱۔ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

۱۔ حامد علی رحمانی (کنوینر)
۲۔ عبدالرحیم (معاون)
۳۔ رفیق سہگل (معاون)

۲۔ ضلع بنوں:

۱۔ محمد اسمٰعیل قریشی (کنوینر)
۲۔ محمد اقبال (معاون)
۳۔ محمد سلیم (معاون)

۳۔ ضلع کوہاٹ:

۱۔ حافظ سیف الاسلام کاکاخیل (کنوینر)
۲۔ صدیق محمد خٹک (معاون)
۳۔ اقرار علی شاہ (معاون)

۴۔ ضلع پشاور

۱۔ حمید اللہ حامد (کنوینر)
۲۔ احتشام الحق (معاون)
۳۔ غلام رسول (معاون)

۵۔ ضلع مردان :

۱۔ عبدالودود (کنوینر)
۲۔ زبیر احمد (معاون)

۶۔ ضلع سوات :

۱۔ سعید حسین (کنوینر)
۲۔ دلاور خان (معاون)
۳۔ نور باچا (معاون)

۷۔ ضلع ایبٹ آباد :

۱۔ محمد قاسم (کنوینر)
۲۔ کفایت اللہ (معاون)

۸۔ ضلع مانسہرہ :

۱۔ محمد افضل (کنوینر)

معاونین کا اعلان بعد میں کیا جائیگا۔

۹۔ ضلع دیر :

۱۔ حافظ حمید اللہ (کنوینر)
۲۔ دلاور خان (معاون)

۱۰۔ ضلع کوہستان :

۱۔ ملک جہان زادخان (کنوینر)

معاونین کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

۱۱۔ مالاکنڈ ایجنسی :

۱۔ عبدالہاشم خان (کنوینر)

معاونین کا اعلان بعد میں کیا جائیگا۔

۱۲۔ وزیرستان :

۱۔ عبدالجلیل (کنوینر)

معاونین کا اعلان بعد میں کیا جائیگا۔

مدرسہ انوار العلوم ژنی گامہ زہری

ضلع خضدار (انتخاب)

سرپرست : حضرت مولانا سید کرم شاہ
صدر : الٰہی بخش
نائب صدر : مولی بخش
ناظم عمومی : محمد افضل جتک
ناظم : عبدالرحیم شاہ
ناظم اطلاعات : صلاح الدین جتک
مالیات : عبدالکریم جتک
دفتر : در محمد جتک
معاون : قاری عبدالمجید

ضلع گوجرانوالہ :

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کی مجلس عمومی کے اراکین کا ایک تنظیمی اجلاس مقامی دفتر میں زیر صدارت میاں محمد عارف مرکزی صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مرکز کی طرف سے جناب ندیم اقبال اعوان، مرکزی نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان ظہیر میر مرکزی ناظم اطلاعات اور صوبہ پنجاب کی کنوینگ کمیٹی کے چیئرمین جناب صاحبزادہ عبدالرؤف ربانی نے شرکت کی۔ اجلاس سے فخر طلباء جناب ندیم اقبال اعوان مرکزی نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان اور ظہیر میر نے خطاب کیا اور کارکنوں کو جماعتی پالیسیوں سے آگاہ کیا۔ اجلاس سے جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کی کنوینگ کمیٹی کے چیئرمین جناب فاروق شیخ اور جنرل سیکرٹری جناب ظفر لیلین بٹ نے بھی خطاب کیا۔ اجلاس میں پورے ضلع کی تنظیمی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ ضلعی ناظم اطلاعات جناب عبدالوحید سنہرا نے تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ بحث و تمحیص کے بعد آئندہ کیلئے لائحہ عمل

ذرا توجہ کیجئے :

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی تنظیم نو کے سلسلہ میں پورے پاکستان کے اضلاع کے ذمہ دار ساتھیوں کو وہاں سے ایسے تین افراد کے نام بھیجنے کے لئے کہا گیا ہے جو جماعتی پروگرام سے کماحقہ واقف ہوں اور ضلعی ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہوسکیں۔ اس سلسلہ میں صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے اضلاع کی تقریباً مکمل فہرستیں مرکزی دفتر پہنچ چکی ہیں۔ صوبہ پنجاب کے اضلاع کے کنوینرز اور معاونین کی فہرست آئندہ شمارہ میں شائع کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں صوبہ بلوچستان اور صوبہ سندھ کے ذمہ دار ساتھیوں سے گذارش ہے کہ وہ اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں تاکہ تنظیمی صورتحال کو مؤثر بنایا جاسکے۔

منجانب : ظہیر میر، مرکزی ناظم اطلاعات۔

مفت طبی امداد کا مرکز :

جمعیۃ طلباء اسلام سکھر ڈویژن کے فیصلے کے مطابق جمعیۃ شکارپور کی طرف سے مفت طبی امداد کی ڈسپنسری مقامی دفتر جمعیۃ طلباء اسلام مرزا اسٹریٹ بالمقابل النعمت ہسپتال شکارپور میں قائم کی گئی ہے۔ دفتر روزانہ صبح آٹھ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر اور شام ۶ بجے سے ۸-۳۰ بجے تک کھلا رہتا ہے۔ جمعیۃ طلباء اسلام شکارپور کے کنوینر عبدالباری شیخ نے شکارپور اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں اور خصوصاً طلباء سے اپیل کی ہے کہ دفتری اوقات میں آکر ہمیں اپنی خدمت کا موقع دیں۔

ضروری اعلان : جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی معاونت سازی کی کاپیاں پورے پاکستان کے متعلقہ اضلاع کو بھیجدی گئی ہیں۔ اگر پھر بھی کسی مقامی شاخ یا ضلع کو معاونت سازی کی کاپیاں وصول نہ ہوئی ہوں تو براہ کرم مرکزی دفتر سے رجوع کریں۔ انشاء اللہ حکم کی پوری تعمیل کیجائیگی۔ منجانب ظہیر میر، مرکزی ناظم اطلاعات جمعیۃ طلباء اسلام۔ پاکستان

سیشن جج رحیم یار خان کی عدالت سے قاتل ملزموں کا فرار پولیس کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے

اس واقعہ کی فوری تحقیقات کر کے مقدمہ کی تفتیش ایف۔ آئی۔ اے یا کرائمز برانچ کے حوالے کی جائے

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے امیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے کہا ہے کہ گذشتہ سال ۱۷ مئی کو خانپور میں قرآن خوانی کرنے والوں پر جن عناصر نے فائرنگ کر کے کئی آدمی شہید اور بیسیوں زخمی کرائے تھے ان کے خلاف مقدمہ بڑی مشکل سے درج کیا گیا لیکن پولیس کے جانبدارانہ اور غیر منصفانہ رویہ کی وجہ سے اب تک کسی ملزم کی گرفتاری عمل میں نہیں آئی، نہ ہی پولیس انہیں گرفتار کرنا چاہتی ہے۔ سب سے زیادہ دکھ کی بات تو یہ ہے کہ جس دن ۲۰ جولائی ۷۸ء کو سیشن جج نے ان کی ضمانت منسوخ کر دی، ملزم عدالت سے بڑی آسانی سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سلسلہ میں ضلعی حکام کو توجہ دلائی گئی لیکن انتظامیہ لیت ولعل سے کام لے رہی ہے۔ حضرت درخواستی نے کہا کہ قاتل ملزموں کا عدالت سے فرار پولیس کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے۔ میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب ضیاء الحق جنرل سوار خاں مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس واقعہ کی فوری تحقیقات کر کے مقدمہ کی تفتیش ایف۔ آئی۔ اے یا کرائمز برانچ کے سپرد کی جائے اور جنرل ضیاء الحق اس واقعہ میں مداخلت کریں۔

یاد رہے یہ مقدمہ ہائی کورٹ کے حکم کے تحت درج ہوا تھا جس میں مولانا محمد عبدالماجد آزاد مستغیث نے رٹ میں کہا تھا کہ تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں خانپور میں قومی اتحاد کے کارکن عیدگاہ میں شہداء کے لئے اکٹھے ہوئے تھے کہ پولیس اور پیپلز پارٹی کے مقامی غنڈہ عناصر جن میں مخدوم حمید الدین سابق مرکزی وزیر کے بیٹے سمیت کئی افراد نے نہتے عوام پر گولیاں چلا کر کئی آدمی شہید اور بیسیوں زخمی کر دیئے تھے۔ چنانچہ عدالت نے ۱۵ مارچ ۷۸ء کو پرچہ درج کرنے کا حکم صادر فرمایا بڑی مشکل سے یکم جولائی ۷۸ء کو مقدمہ کا اندراج ہوا لیکن ہنوز گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی نے دارالعلوم حقانیہ کا دورہ کیا

رابطہ عالم اسلامی کے نائب صدر اور ندوۃ العلماء کے سربراہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے کہا ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں شمال مغربی سرحد صوبہ نے اہم کردار ادا کیا ہے کیونکہ پورے برصغیر میں علماء کرام اور صوفیاء عظام کے ذریعہ اسلام پھیلا ان کی اکثریت اسی علاقے کے راستے ہند میں داخل ہوئی تھی۔ اسلام کی ان خدمات کے لئے پاک و ہند کے مسلمان اس خطے کے ممنون احسان ہیں۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی آج دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں علماء، دانشوروں اور عام مسلمانوں کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اکوڑہ خٹک اور اس کے گرد و نواح کی سرزمین حضرت سید احمد بریلوی شہید اور ان کے ساتھیوں کے مجاہدانہ معرکوں کی شاہد ہے۔ یہیں علم جہاد بلند ہوا اور صدیوں بعد خالص اللہ کی رضا اور خوشنودی اور زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے شہیدوں کا خون پانی کی طرح بہا۔ انہوں نے مجاہدین کو خراج عقیدت پیش کیا اور کہا انہی شہداء کا خون دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں اسلام کی مشعل کو فروزاں کئے ہوئے ہے۔

اس سے قبل مولانا ابوالحسن علی ندوی جب جب مولانا عبدالحق سے ملاقات کے لئے راولپنڈی سے اکوڑہ خٹک پہنچے تو دور دراز سے آئے ہوئے علماء، دانشوروں اور عام مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا۔ نماز مغرب سے قبل مولانا نے دارالعلوم حقانیہ میں حضرت سید احمد شہید کی یاد میں طلباء کے لئے سید احمد شہید ہاسٹل کا سنگ بنیاد رکھا اور دارالعلوم کے مختلف حصوں کا معائنہ کیا۔

مولانا کی تقریر سے قبل مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ الحق نے مولانا ندوی کی عظیم اسلامی خدمات کو سراہا اور کہا کہ عالم عرب کی بیداری اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی کوششوں میں مولانا ندوی کی خدمات کا بہت بڑا حصہ ہے جنہوں نے مغربیت کے مادی افکار و فلسفوں پر کاری ضرب لگائی ہے۔

مولانا ندوی کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ کے اس دورہ میں بھارت کے مشہور ماہنامہ معارف اعظم گڑھ کے مدیر مولانا صباح الدین عبدالرحمان ماہنامہ البعث الاسلامی لکھنؤ کے مدیر مولانا محمد الحسنی ندوۃ العلماء کے ترجمان تعمیر حیات کے ایڈیٹر مولانا

اسحٰق جلیس ندوۃ العلماء کے ناظم مولانا معین اللہ ندوی بھی شریک تھے۔

خانپور کے شہیدوں کے قاتلوں کی عدم گرفتاری پولیس کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے:

گذشتہ روز جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یارخان کے امیر مولانا غلام ربانی جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یارخان کے جنرل سیکرٹری مولانا غلام مصطفٰے جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یارخان کے ناظم مولانا حماد اللہ شفیق، جمعیۃ علماء اسلام ضلع رحیم یارخان کے جنرل سیکرٹری مولانا رشید احمد لدھیانوی نے اپنے مشترکہ بیان میں اس بات کا نہایت ہی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جبکہ سیشن کورٹ خانپور نے شہیدوں کے قاتلوں کی ضمانت منسوخ کردی ہے اس کے باوجود پولیس نے ان کو گرفتار نہ کرکے قانون کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اور پولیس نے کھلم کھلا غنڈوں اور قاتلوں کی حمایت کرکے شریف شہریوں کی جان کو خطرہ میں ڈال دیا ہے ان قاتلوں کو گرفتار نہ کرنے کا مطلب صاف عیاں ہے کہ ملک میں انارکی ہے جو من مانی کرے ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔

ان تمام حضرات نے مطالبہ کیا کہ جن افسران نے اس معاملہ میں جانبدارانہ رویہ اختیار کیا ہے اور قانون کی خلاف ورزی کی ہے ان کے خلاف عدالتی تحقیقات کی جائے اور خانپور کے شہیدوں کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کرکے عوام میں پائے جانے والے شدید اضطراب کو ختم کیا جائے۔

دعائے صحت کی اپیل:

مدینہ منورہ، زادھا اللہ شرفاً وکرامۃً سے ایک خط میں مدینہ یونیورسٹی کے طالب علم خیر المدارس ملتان کے فاضل مولانا محمد عابد صاحب زید مجدہٗ نے اپنے ایک مکتوب میں اطلاع دی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریہ دامت برکاتہم ایک روز گر گئے جس کی وجہ سے ناک پر شدید چوٹ آئی اور خون کافی مقدار میں بہہ گیا۔ بنا بریں حرم شریف میں حاضری بھی فی الحال موقوف ہے۔ نمازیں بھی اشارے سے ادا فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے متوسلین سے خصوصاً اور عامۃ المسلمین سے عموماً پرزور اپیل ہے کہ وہ حضرت مدظلہ کی جلد صحت یابی کے لئے دل سے دعاء فرمادیں۔ اللہ تعالٰے ان کا سایہ تادیر امۃ مسلمہ کے لئے برقرار رکھے۔ آمین۔ ثم آمین

بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

دعائے مغفرت:

جناب حافظ حبیب اللہ قادری سرپرست جمعیۃ علماء اسلام قصور کے والد محترم جناب قاری رحمت اللہ صاحب قادری پچھلے دنوں قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اس کے علاوہ محمد اشرف ندیم، ناظم جمعیۃ علماء اسلام قصور کے والد محترم جناب چوہدری خوشی محمد صاحب پچھلے دنوں قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔ لہٰذا قارئین اور احباب کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اورنگی ٹاؤن میں قادیانیوں کو مسجد کی تعمیر سے روکا جائے:

لاڑکانہ۔ گذشتہ دنوں امیر جمعیۃ علماء اسلام تحصیل دارہ ضلع لاڑکانہ الحاج مولانا غلام محمد صاحب نے اپنے بیان میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اورنگی ٹاؤن کراچی میں قادیانیوں کو مسجد کی تعمیر سے روکا جائے اور وہ مسجد مسلمانوں کے حوالے کی جائے۔

مولانا مفتی محمود کی عیادت:

کراچی (پ۔ر) جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے رہنما محمد شاہان انوری نے گذشتہ روز پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود سے امراض قلب کے انسٹیٹیوٹ میں ملاقات کی اور ان کی عیادت کی اور تقریباً نصف گھنٹہ تک حضرت مفتی صاحب کے ہمراہ رہے۔ علاوہ ازیں جناح ہسپتال میں جمعیۃ علماء اسلام کراچی سینٹر کے امیر مولانا محمد زکریا صاحب کی بھی عیادت کی۔

ہرنولی ضلع میانوالی:

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام ہرنولی ضلع میانوالی کے مخلص اور سرگرم کارکن کے والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پاگئیں۔

پیر طریقت حضرت مولانا خان محمد صاحب مرکزی نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام اور امیر مجلس تحفظ ختم نبوت نے نماز جنازہ پڑھائی لوگوں نے کثیر تعداد میں نماز جنازہ میں شرکت کی۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالٰے مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

آہ۔۔ مولانا غلام سرور صاحب

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاڑکانہ کے ایک عظیم مجاہد اور دلیر سپاہی حضرت مولانا غلام سرور صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لاڑکانہ حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم بہت بڑے مجاہد تھے۔ اپنی پوری زندگی اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک نظام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقع پر پیش پیش ہوتے تھے۔

نماز جنازہ ولی کامل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قریشی آف بیر شریف نائب امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام نے پڑھائی۔

جنازہ میں بے شمار لوگ شامل ہوئے بشائد لاڑکانہ میں ایسا جنازہ کم ہوا ہو۔ مولانا کی وفات سے جمعیۃ علماء اسلام لاڑکانہ اپنے ایک عظیم ساتھی سے محروم ہوگئی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے تمام احباب سے مولانا مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی اپیل ہے۔

حضرت مفتی صاحب کی عیادت فرمائی۔

پاکستان قومی اتحاد کے رہنما جمعیۃ علماء اسلام حلقہ اعظم بستی کے امیر جناب قاری حسین احمد صاحب و دیگر اراکین نے پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ جمعیت علماء اسلام کل پاکستان کے ناظم عمومی و مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم کی عیادت کے لئے جناح ہسپتال گئے اور جناب کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ مفتی صاحب کی صحتیابی کے لئے دعا فرمائی اور دیگر ساتھیوں سے دعا کی اپیل کی کہ اللہ تعالےٰ مفتی صاحب کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

دعائے صحت کی اپیل:

شکارپور۔ جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم و پاکستان قومی اتحاد ضلع شکارپور کے صدر حضرت مولانا غلام قادر بھنبھوارکی والدہ ماجدہ آنکھوں کی آپریشن کی غرض سے اس وقت کوئٹہ کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ حضرت مولانا بھی اپنی والدہ ماجدہ کی تیماری کی غرض سے کوئٹہ میں چند ہفتوں سے مقیم ہیں۔

جماعتی احباب سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

حج پالیسی پر نظر ثانی کیجائے:

جمعیۃ علماء اسلام کراچی شہر کے رہنما حافظ ضیاء الاسلام قریشی نے ایک بیان میں کہا کہ نئی حج پالیسی جس کا پوری شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا نہایت مایوس کن ہے۔ اسلام کا جذبہ رکھنے والی ایک عبوری حکومت سے عازمین حج کو بہت توقعات تھیں جس کا ثبوت حج کے لئے دی گئی درخواستیں ہیں جن کی تعداد سوا لاکھ کے قریب ہے مگر افسوس کہ صرف ۳۸ ہزار افراد اس سال حج بیت اللہ سے مشرف ہوں گے۔ نیز اس مرتبہ فضائی اور بحری دونوں کرایوں میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔

قریشی صاحب نے کہا کہ حکومت پاکستان کو چاہیئے کہ حج پالیسی پر نظر ثانی کر کے حجاج کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے اور سابقہ قرعہ اندازی والے اصول پر عمل کرتے ہوئے نام یا درخواست نمبروں کا اعلان اخبارات کے ذریعے کیا جائے اور ناکام ہونے والے افراد کو متعلقہ بنکوں کے ذریعہ جمع شدہ رقم بچاس روپے واپس کرنے کے احکامات جاری کئے جائیں۔

بقیہ: مولانا اسعد مدنی کا خطاب

سے محرومی اور زبیست خوری ہے۔

جب تک قرآن نہیں چھوڑا تھا سینکڑوں سال تک مسلمان تمام دنیا پر غالب رہا جس کے ہاتھ میں تمام دنیا کی کُل دولت تھی۔ آج یہ مسلمان اس سینکڑوں سال کی تاریخ کو بھلانے کے لئے تیار رہے مگر یورپ کے تباہ کن جادو کو بھلانے کے لئے تیار نہیں۔ یہی مسلمانوں کی ناکامی اور بدنصیبی ہے۔ دنیا کی تعلیم بغیر قرآن کے ناکامی کا راستہ دکھاتی ہے۔

اور جب سے یہ دنیاوی تعلیم آئی ہے مسلمان ہر روز ایک سیڑھی نیچے جا رہا ہے۔

اور آج مسلمان دین و قرآن پر مضبوط اختیار قائم کرے تو مسلمان کو عزت ملے گی دنیا کی مال و دولت کچھ بھی نہیں ہے۔

اللہ مسلمانوں میں حقیقی روح پیدا کرے اور ان کی عقلوں پر پڑے پتھر دور کو ہٹائے۔ مسلمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن سے تعلق پیدا کرے۔ اللہ سبحانہ سے حاصل کرے ذلتوں سے چھٹکارہ ہو۔

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین

بقیہ: مولانا ابوالحسن ندوی کا خطاب

جواب دیا وہی جو آپ کو اندر نہیں آنے دیتا۔ یہاں بھی وہی دل کا معاملہ ہے۔

تبلیغی دعوت کا اصول یہ ہے کہ دل میں خدا کی عظمت پیدا ہو جائے تاکہ خدا کے احکام پر چلنا آسان ہو جائے۔ اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے شاہ الیاسؒ سے کام لیا۔ ان کے بعد حضرت مولانا محمد یوسفؒ صاحب نے محنت کی اور اب مولانا انعام الحسن جدوجہد کر رہے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں جماعتیں کام کر رہی ہیں ایک براعظم سے دوسرے براعظم جا رہی ہیں۔

دل میں جو چیزیں بھری ہوئی ہیں ان سے دل خالی کر کے اس میں خدا کی عظمت ڈالو۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کے لئے کس چیز کی کمی ہے کیا علم کی کمی ہے؟ کیا کتابوں کی کمی ہے؟ کیا چیز ہے جو روکے ہوئے ہے سوچو! اور جواب تلاش کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو تین واقعات حدود و تعزیر کے پیش آئے کیوں اس لئے کہ دل پر محنت کی گئی تھی۔ یہی نکتہ ہے کہ ان عظمتوں کو دل سے نکالو جو ایک عرصہ سے گھسی بیٹھی ہیں اور یہی ہے لب لباب اور کرنے کا کام۔ بس دلوں میں تبدیلی پیدا کی جائے یہ ہو گیا تو سمجھو کہ سب کچھ ہو گیا۔ اور یہ نہ ہوا تو سمجھو سب کچھ رہ گیا۔

میرے دوستو اور بھائیو! میں اسی پر اکتفا کرتے ہوئے ختم کرتا ہوں۔ یہ سلسلہ مسلسل چل رہا ہے تھکا ہوا بہت ہوں۔ آپ کی زیارت ہوگئی۔ اب دعا کیجئے اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو دونوں جہانوں میں سرخرو فرمائے۔ آمین!!!

اپیل

جمعیۃ علمائے اسلام مملکت پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فتنہ باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاء "کلمۃ الحق عند سلطان جائر" کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے ــــــ

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک جانباز مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدمات مسلّم ہیں تحریک بحالی جمہوریت، تحریک مقدس ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفےٰ اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرت الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی ضروری ہے خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کا مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا ازحد ضروری ہے

التماس اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز بیت المال کیلیے

زکوٰۃ کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کر کے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں۔ اراکین جمعیۃ خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں ــــــ

(مولانا) محمد عبد اللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) عبید اللہ انور امیر جمعیت علماء اسلام، پنجاب
(مولانا) سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
(مولانا) محمد ایوب جان بنوری امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد
(مولانا) عبد الواحد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: زکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کیجائیں